خلاصۂ مضامینِ

قرآنِ حکیم

چھبیسواں پارہ

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

ای میل: info@quranacademy.com

ویب سائٹ: www.quranacademy.com

خلاصہ مضامینِ قرآن
چھبیسواں پارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰه مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

حٰمٓ ۝ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ۝ (الاحقاف:۱تا۲)

سورۂ احقاف

عقائداوراعمال کی اصلاح کا مؤثر بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں توحید کی دعوت، شرک کی مذمت، رسالت کی حقانیت، تاریخ سے عبرت، اچھے کردار کی عظمت، برے کردار کی خباثت اوراُخروی جزاوسزا کی کیفیت ایسے مؤثر اسلوب میں بیان کی گئی ہے کہ وہ انسان کے عقائداوراعمال کی اصلاح کے لیے کافی ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱تا۶ شرک کی مذمت
- آیات ۷تا۱۲ مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۱۳تا۱۶ مثالی کردار
- آیات ۱۷تا۲۰ برا کردار
- آیات ۲۱تا۲۸ تاریخ سے عبرت
- آیات ۲۹تا۳۲ جنات کی ایمان افروز دعوت
- آیات ۳۳تا۳۵ احوالِ آخرت

آیات ۱ تا ۴

کیا شرک کے جرم کا کوئی جواز ہے؟

معبودِ حقیقی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم نازل فرمایا اوراتنی وسیع اور با مقصد کائنات کوتخلیق کیا۔جن ہستیوں کومعبود بنا کر اللہ کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے، کیا اُنہوں نے بھی کچھ بنایا ہے؟

کیا کائنات کی تخلیق کے کسی حصہ میں اُنہوں نے اللہ کا ساتھ دیا ہے؟ کیا اللہ نے اپنی کسی کتاب میں خبر دی ہے کہ میرے ساتھ کچھ اور ہستیاں بھی کائنات کی تخلیق یا نظامِ کائنات چلانے میں شریک ہیں؟ مشرکین کے پاس اِن سوالوں کا کوئی جواب نہیں تو پھر اللہ کے ساتھ شرک کرنے کا کیا جواز ہے؟ اللہ ہم سب کو شرک جیسی عظیم ناانصافی اور ظلم سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۵ تا ۶

روزِ قیامت مشرکین کے معبود اُن کے دشمن ہوں گے

بعض مشرکین فرشتوں یا اولیاء اللہ کو معبود مان کر اُن سے دعائیں کرتے ہیں اور مدد مانگتے ہیں۔ یہ ہستیاں قیامت تک اُن کی دعاؤں کا جواب نہیں دے سکتیں۔ وہ اُن کی دعاؤں سے غافل ہیں۔ روزِ قیامت وہ اللہ کے سامنے اِن مشرکین کی دشمن بن جائیں گی اور اُن کی دعاؤں اور نذر و نیاز کی عبادات سے اعلانِ بیزاری کریں گی۔ گویا جن ہستیوں سے شفاعت کی امید تھی وہ اس کے برعکس اظہارِ دشمنی کریں گی۔

باغباں نے آگ دی جب آشیانے کو مرے
جن پہ تکیہ تھا ، وہی پتے ہوا دینے لگے

آیات ۷ تا ۸

قرآن حکیم پر مشرکین کے اعتراضات

مشرکینِ مکہ کے سامنے جب قرآنِ حکیم کی واضح آیات تلاوت کی جاتیں تو وہ بہتان لگاتے کہ قرآن اللہ کا کلام نہیں بلکہ واضح طور پر جادو ہے اور اِسے حضرت محمد ﷺ نے خود سے بنالیا ہے۔ جواب دیا گیا کہ اگر بالفرض حضرت محمد ﷺ اپنے بنائے کلام کو اللہ کی طرف منسوب کرتے تو اللہ ضرور اُن کی پکڑ کرتا اور کوئی اُنہیں اللہ کی پکڑ سے بچا نہیں سکتا۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ مشرکین کیسے جھوٹے الزامات لگانے میں مشغول ہیں۔ البتہ اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اگر مشرکین اپنی روش پر نادم ہوں، توبہ کریں اور سچے دل سے نبی اکرم ﷺ اور قرآنِ حکیم پر ایمان لے آئیں تو اللہ اُن کے تمام سابقہ جرائم معاف فرمادے گا اور اُن پر اپنی رحمت کا سایہ ڈال دے گا۔

آیات ۹ تا ۱۰

حضرت محمد ﷺ سچے نبی ہیں

اِن آیات میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ مشرکین مکہ کو آگاہ کر دیں کہ:

i- میں بالکل اِسی طرح سے اللہ کا رسول ہوں جیسے مجھ سے قبل بھی کئی رسولؑ دنیا میں تشریف لائے۔ گویا میں نے کسی انوکھی بات کا دعویٰ نہیں کیا۔

ii- میں اللہ کا ایک عاجز بندہ ہوں جسے نہیں معلوم کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اور تمہارا کیا انجام ہوگا ؟

iii- میں مکمل طور پر اُس ہدایت کی پیروی کر رہا ہوں جو اللہ نے مجھے عطا فرمائی ہے۔

iv- میں تمہیں واضح طور پر خبردار کر رہا ہوں کہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے اور اپنے دنیوی کردار کی جوابدہی کے لیے اللہ کی بارگاہ میں حاضر کیے جاؤ گے۔

v- میری رسالت کا ثبوت یہ ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک سچے عالم نے میری رسالت کی تصدیق کی ہے اور وہ ایمان لے آیا ہے۔ اِس کے باوجود تمہاری مخالفت بہت بڑی ناانصافی اور ظلم ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے الاتقان فی علوم القرآن میں نقل کیا ہے کہ آیت ۱۰ مدنی ہے اور اِس میں یہودی عالمِ دین حضرت عبداللہ بن سلامؓ کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ کا اُس وقت شرفِ دیدار حاصل کیا جب آپ ﷺ ہجرت کے وقت مدینہ پہنچے اور اُنہوں نے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی فرمایا:

اِنَّ هَذَا الْوَجْهَ لَيْسَ بِوَجْهِ كَاذِبٍ

’’بلاشبہ یہ چہرہ کوئی جھوٹا چہرہ نہیں ہے‘‘۔

آیات ۱۱ تا ۱۲

قرآنِ حکیم کی عظمت

مشرکینِ مکہ قرآنِ حکیم پر طنز کرتے ہوئے بڑے تکبر سے کہتے تھے کہ اگر قرآن واقعی کوئی اعلیٰ کلام ہوتا تو سب سے پہلے اہم سردارانِ قریش اِس پر ایمان لاتے۔ اِن آیات میں قریش کے طنز کا جواب دیتے ہوئے بیان کیا گیا:

i- قرآنِ حکیم اعلیٰ ترین کلام ہے۔ البتہ مشرکینِ مکہ کا باطن خبیث ہے اور خبیث شے پر کوئی اعلیٰ اور لطیف شے مفید اثرات مرتب نہیں کرسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قرآن سے ہدایت حاصل نہیں کرسکے اور اِسے پرانی من گھڑت بات قرار دے رہے ہیں۔

ii- قرآنِ حکیم پرانی من گھڑت بات نہیں بلکہ وہ قدیم حق ہے جس کی دعوت تمام انبیاءؑ دیتے چلے آئے ہیں۔ پہلے تورات لوگوں کے لیے امام اور رحمت تھی اور اب یہ مقام قرآنِ حکیم کو حاصل ہو گیا ہے۔

iii- قرآنِ حکیم سب سے زیادہ فصیح و بلیغ زبان یعنی عربی میں نازل کیا گیا ہے۔ یہ زبان قیامت تک زندہ رہے گی اور لوگ اِس زبان کو سیکھ کر فہمِ قرآن اور ہدایت حاصل کرتے رہیں گے۔

iv- قرآنِ حکیم کی دعوت بہت سادہ اور بے لاگ ہے۔ جو لوگ اِس کی تعلیمات پر عمل نہیں کریں گے وہ ظالم ہیں اور بدترین انجام سے دوچار ہوں گے۔ اِس کے برعکس جو لوگ اِن تعلیمات پر عمل کریں گے وہی نیکوکار ہیں اور اُن کے لیے عظیم اَجر کی بشارت ہے۔

آیات ۱۳ تا ۱۴

ایک مثالی کردار

قرآنِ حکیم کی تعلیمات کے مطابق مثالی کردار یہ ہے کہ انسان تسلیم کرے کہ میرا رب یعنی میرا خالق، مالک، رازق اور تمام ضروریات پوری کرنے والا صرف اور صرف اللہ ہے۔ پھر وہ اپنے اِس عقیدے پر استقامت کا مظاہرہ کرے یعنی اُسے صرف اللہ ہی پر بھروسہ ہو، اللہ ہی کا خوف ہو، اللہ ہی سے امید ہو، اللہ کے ہر فیصلے پر راضی ہو، اللہ کی مکمل اطاعت کرے اور اللہ کی مرضی کو جاری وساری کرنے کی کوشش کرے۔ ایسے خوش نصیب انسان کو اللہ کے ولی کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ نہ وہ ماضی کے حادثات پر غمگین ہوتا ہے اور نہ ہی مستقبل کے اندیشوں سے فکرمند۔ ایسے خوش نصیب لوگ ہی جنت میں جائیں گے اور وہاں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔

آیات ۱۵ تا ۱۶

اللہ کا بندوں کے لیے عظیم تحفہ......ایک ایمان افروز دعا

آیت ۱۵ میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کی تلقین کی گئی اور خاص طور پر بچہ کی پیدائش اور

پرورش کے حوالے سے ماں کی مشقت کا ذکر کیا گیا۔ اللہ ہمیں اپنے والدین اور خاص طور پر والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! والدین کے حقوق کے ذکر کے بعد واضح کیا گیا کہ انسان فکری اعتبار سے ۴۰ برس کی عمر میں پختگی حاصل کرتا ہے۔ عمر کے اِس مرحلہ پر اللہ کا نیک بندہ بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کرتا ہے کہ اے اللہ!

i- تو ہی مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ان تمام نعمتوں کے شکر کا حق ادا کر سکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی ہیں۔

ii- تو ہی مجھے اِس قابل بنا کہ میں وہ نیکیاں کر سکوں جس سے مجھے تیری رضا حاصل ہو جائے۔

iii- میری اولاد کو اِس طرح نیک بنا دے کہ وہ میرے لیے صدقۂ جاریہ بن جائے۔

iv- میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور تیری ہی فرمانبرداری کا عہد کرتا ہوں۔

آیت ۱۶ میں بشارت دی گئی کہ ایسے نیک بندے کے گناہوں سے اللہ صرفِ نظر فرمائے گا، اُس کی تمام نیکیاں قبول کی جائیں گی اور وہ جنت کی نعمتوں سے سدا لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ یہ ایک سچا وعدہ ہے جو ضرور پورا ہوگا۔ اللہ ہمیں ایسے خوش نصیب لوگوں میں شامل فرمائے اور مذکورہ بالا دعاؤں کو اپنے مستقل وظائف میں شامل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۷ تا ۱۹

برا کردار اور اُس کا برا انجام

ایسا شخص انتہائی بدنصیب ہے جس کے والدین نیک ہوں لیکن وہ اُن کی نافرمانی کرتے ہوئے گمراہی کی راہ اختیار کرے۔ والدین اُسے تلقین کریں کہ اِس حقیقت پر ایمان رکھو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اپنے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے۔ وہ پلٹ کر کہے کہ یہ بات حقیقت نہیں افسانہ ہے۔ ماضی میں بھی اِس سے ڈرایا جاتا رہا ہے۔ آج تک کوئی انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہوا۔ ایسا کردار رکھنے والے لوگ اگر توبہ نہیں کریں گے تو اُن پر اللہ کے عذاب کے قانون کا اطلاق ہوگا اور وہ دائمی خسارے سے دوچار ہوں گے۔ جہنم میں جرائم کے مطابق درجہ بندی ہوگی۔ بڑے مجرم زیادہ شدید عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ بڑے مجرموں میں وہ بھی شامل ہے جسے نیک والدین اور اچھا ماحول ملا لیکن وہ پھر بھی گمراہی کی روش پر چلتا رہا۔

آیت ۲۰

کافروں کو نیکی کا بدلہ دنیا میں ہی مل جاتا ہے

روزِ قیامت کافر جہنم کی آگ میں جل رہے ہوں گے۔ اُن کی حسرت میں اضافہ کے لیے اُن سے کہا جائے گا کہ تم نے دنیا میں اپنے نیک کاموں کا صلہ پالیا اور وہاں کی نعمتوں سے فائدہ اٹھالیا۔ آخرت میں تمہیں تمہارے کفر کی سزا ملے گی۔ یہاں تمہیں ذلت والے عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا کیوں کہ تم نے بڑے تکبر سے ایمان لانے کی دعوت کو ٹھکرا دیا اور ڈھیٹ بن کر اللہ کے احکامات کی نافرمانیاں کرتے رہے۔

آیات ۲۱ تا ۲۳

تاریخ سے برے کردار کی ایک مثال - قومِ عاد کی روش

قومِ عاد کی طرف حضرت ہودؑ کو رسول بنا کر بھیجا گیا۔ اُنھوں نے قوم کو اللہ کی بندگی کی دعوت دی۔ اُنہیں خبردار کیا کہ اگر اللہ کی بندگی نہ کی تو ایک بڑے دن کا عذاب تم پر مسلط ہو جائے گا۔ قوم نے بڑے تکبر سے کہا کہ کیا ہم تمہارے کہنے پر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ ہم ایسا نہیں کریں گے، جو عذاب ہم پر لانا ہے لے آؤ۔ حضرت ہودؑ نے فرمایا کہ عذاب اللہ لائے گا اور وہی جانتا ہے کہ ایسا کب ہوگا؟ البتہ میری ذمہ داری ہے کہ میں تمہیں سمجھاتا رہوں۔ میں اپنی ذمہ داری پوری کرتا رہوں گا خواہ تم کتنی ہی جہالت کا مظاہرہ کرتے رہو۔

اِک طرزِ تغافل ہے سو وہ اُن کو مبارک
اِک عرضِ تمنا ہے وہ ہم کرتے رہیں گے

آیات ۲۴ تا ۲۵

جسے رحمت سمجھ رہے تھے وہی زحمت ثابت ہوئی

جب قومِ عاد پر عذاب کا وقت آیا تو اللہ نے تیز ہواؤں کے ذریعہ بڑے گاڑھے بادل اُن کی بستیوں کی طرف بھیجے۔ بادلوں کو دور سے آتا دیکھ کر وہ بہت خوش ہوئے کہ یہ ہم پر برسیں گے اور

رحمت کی بارش ہماری کھیتیوں کو سرسبز و شاداب کر دے گی۔ حقیقت یہ تھی کہ وہ تیز ہوائیں عذاب کی صورت اختیار کرتی گئیں۔ اُن کی شدت بڑھتی گئی اور اُنھوں نے سامنے آنے والی ہر شے کو اٹھا کر پٹخ دیا۔ اہلِ ایمان کے سوا قوم کا ہر فرد ہوا کی زد میں آکر ہلاک ہو گیا۔ آخر میں صورت یہ تھی کہ اونچے اونچے اور شاندار محلات تو باقی رہ گئے لیکن اُن میں بسنے والے تباہ و برباد ہو گئے۔ وہ مجرم قوم اِسی انجام کی مستحق تھی۔

آیت ۲۶

ہلاک ہونے والی قومیں زیادہ طاقتور تھیں

اِس آیت میں مشرکینِ مکہ اور بعد میں آنے والی ہر سرکش قوم کو آگاہ کیا جا رہا ہے کہ ماضی میں جن قوموں کو ہلاک کیا گیا وہ قوت اور وسائل کے اعتبار سے بہت آگے تھیں۔ اللہ نے اُنھیں سمجھ بوجھ کی بھی بہت صلاحیت دی تھی۔ بدقسمتی سے اُنھوں نے اللہ کے دیے ہوئے انعامات، اللہ کی اطاعت میں لگانے کے بجائے اُس کی نافرمانی میں صرف کیے۔ اِس سرکشی پر جب اُنھیں عذاب کی وعید سنائی گئی تو اپنی قوت و اسباب پر ناز کرنے لگے اور عذاب کی وعید کا مذاق اڑایا۔ آخرکار اُسی عذاب نے اُنھیں ملیا میٹ کر دیا جس کا وہ مذاق اڑا رہے تھے۔

آیات ۲۷ تا ۲۸

خودساختہ معبودوں نے تباہی سے کیوں نہ بچایا؟

اِن آیات میں اللہ شرک کرنے والوں کو دعوتِ غور و فکر دے رہا ہے۔ اللہ نے کئی ایسی قوموں کو ہلاک کیا جن کا یہ عقیدہ تھا کہ اُن کے خودساختہ معبود اُنھیں اللہ کے عذاب سے بچا لیں گے۔ ثابت ہوا کہ اُن کا یہ عقیدہ جھوٹا اور بے بنیاد تھا۔ مشکل وقت میں کوئی اُن کے کام نہ آیا۔ اللہ نے اپنی آیات کے ذریعہ اُن پر حقیقت واضح کر دی تھی کہ اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا اور مددگار نہیں۔ اُنھوں نے اِس کے باوجود شرک کیا اور خود ہی اپنی بربادی کو دعوت دی۔ اللہ ہمیں ہر قسم کے شرک سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۹ تا ۳۰

قرآن کی عظمت ...... جنات کی زبانی

اِن آیات میں اُس واقعہ کا ذکر ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ قرآنِ حکیم کی تلاوت فرما رہے تھے اور اللہ نے جنات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف بھیج دیا۔ جیسے ہی وہ آپ ﷺ کے پاس پہنچے اُنہوں نے ایک دوسرے کو خاموش رہنے اور توجہ سے قرآن کی تلاوت سننے کی تلقین کی۔ جب آپ ﷺ نے تلاوت کا سلسلہ ختم کیا تو وہ فوراً اپنی قوم کی طرف گئے اور جا کر کہا کہ ''ہم نے دل کو متاثر کرنے والا کلام سنا ہے۔ یہ اللہ کی وہ کتاب ہے جو تورات کے بعد نازل کی گئی ہے۔ یہ سابقہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کر رہی ہے اور بالکل سیدھے اور برحق راستے کی طرف ہدایت دے رہی ہے''۔ اللہ ہمیں اِس راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۱ تا ۳۲

حق کی دعوت ...... جنات کی زبانی

جنات نے اپنی قوم کے سامنے قرآن کے حق ہونے کی گواہی دینے کے بعد اِس حق کو قبول کرنے کی دعوت پیش کی۔ اُنہوں نے کہا کہ اُس داعیٔ حق کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے ایمان لے آؤ جس پر قرآن جیسی عظیم کتاب نازل ہوئی ہے۔ ایسا کرنے والے خوش نصیبوں کے تمام گناہ اللہ معاف فرمادے گا اور اُنہیں دردناک عذاب سے بچالے گا۔ البتہ اگر ہم نے حق کی دعوت کو قبول نہ کیا تو اللہ کی پکڑ سے نہ ہم خود بچ سکیں گے اور نہ کوئی ہمیں بچا سکے گا۔ بلاشبہ ایسی روش کھلی گمراہی ہے اور بدترین خسارے میں لے جانے والی ہے۔

انسانوں کے لیے غور و فکر کا مقام ہے کہ جنات نے صرف ایک بار قرآن سنا اور نہ صرف اُس پر ایمان لائے بلکہ دوسروں کو بھی ایمان لانے کی دعوت دینے لگے۔ اللہ ہمیں بھی اِسی طرزِ عمل کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ یہی سب سے بہترین طرزِ عمل ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ (بخاری)

''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور دوسروں کو سکھائیں''۔

آیات ۳۳ تا ۳۴

پوری کائنات کا خالق، کیا انسان کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے کتنی وسیع و عریض کائنات بنائی ہے اور وہ اِس عمل سے ہرگز نہیں تھکا۔ یہود کا یہ تصور من گھڑت ہے کہ اللہ نے چھ دن میں کائنات بنائی اور وہ تھک گیا۔ پھر اُس نے ساتویں دن آرام کیا۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی کمزوری سے پاک ہے۔ بلاشبہ اتنی عظیم کائنات بنانے والا اِس پر قادر ہے کہ مرنے کے بعد انسانوں کو دوبارہ زندہ کرے۔ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرنے والے روزِ قیامت جب اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں گے تو اللہ پوچھے گا کہ کیا تمھیں دوبارہ زندہ ہونے کا یقین آ گیا۔ وہ کہیں گے ہاں۔ اللہ جواب میں ارشاد فرمائے گا کہ اب اپنے انکار کی سزا پاؤ اور ہمیشہ ہمیش جہنم کی آگ میں جلتے رہو۔

آیت ۳۵

نبی اکرم ﷺ کو صبر کی تلقین

اِس آیت میں اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کو تلقین کی کہ وہ کفار کی ہٹ دھرمی پر اُسی طرح صبر کریں جیسے ماضی میں اللہ کے باہمت رسولوں نے کیا۔ کفار پر عذاب کے حوالے سے جلدی نہ کریں۔ عنقریب قیامت آئے گی۔ اُس روز کافر دنیا کی زندگی کی مدت کو محض ایک لمحہ سمجھیں گے۔ افسوس کریں گے کہ اُنھوں نے مختصر وقت کی لذتوں کو ترجیح دی اور آخرت کی ابدی نعمتوں کے حصول کے لیے کوشش نہ کی۔ اِس بیان میں دنیا پرستوں کے لیے ایک پیغام ہے۔ اگر اُنھوں نے اِس پیغام سے سبق نہ سیکھا تو پھر ایسے فاسقوں کے لیے ہلاکت و بربادی ہے۔ اللہ ہمیں آخرت کے لیے تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

انسانوں کے تین کرداروں کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں انسانوں کے تین گروہوں یعنی مومنین، کافرین، اور منافقین کا کردار اور اُن کا انجام بڑے مؤثر پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۵ مومنوں اور کافروں کا کردار اور انجام
- آیات ۱۶ تا ۳۱ منافقانہ کردار کی مذمت
- آیات ۳۲ تا ۳۴ کافروں کی مذمت
- آیات ۳۵ تا ۳۸ مومنوں کے لیے ہدایات

آیات ۱ تا ۳

دوقومی نظریہ

ان آیات میں دوقومی نظریہ کا بیان ہے۔ دنیا میں دو ہی گروہ ہیں ایک کافر اور دوسرے مومن:

i- کافر وہ ہیں جنہوں نے نبی اکرم ﷺ کو رسول ماننے سے انکار کیا اور دوسروں کو یہ سعادت حاصل کرنے سے روکا۔ اُن کی تمام نیکیاں اللہ نے برباد کر دیں۔ یہ برا انجام اِس لیے ہوا کہ اُنہوں نے حق کے بجائے باطل کی پیروی کی۔

ii- مومن وہ ہیں جنہوں نے حضرت محمد ﷺ کو رسول مانا، اُن کی بیان کردہ تمام تعلیمات پر ایمان لائے اور پھر اُن کی تمام ہدایات پر عمل کیا۔ اللہ نے اُن کی تمام خطائیں معاف فرما دیں اور ہمیشہ کے لیے اُن کا حال سنوار دیا۔ یہ انعام اِس لیے ملا کہ اُنہوں نے حق کی پیروی کی۔

ایک تیسرا گروہ منافقین کا بھی ہے جو ایمان لانے کا محض زبانی دعویٰ کرتا ہے۔ دنیا میں اُن کا شمار مومنوں میں کیا جاتا ہے لیکن آخرت میں اِن بدنصیبوں کا حشر کافروں کے ساتھ ہوگا۔

آیات ۴ تا ۶

کافروں کے ساتھ جنگ کے بارے میں ہدایات

غزوۂ بدر سے قبل اِس آیت کے ذریعہ مومنوں کو ہدایات دی گئیں کہ جو کافر اسلام کے خلاف میدانِ جنگ میں آجائیں اِن کی خوب خون ریزی کر کے کمر توڑ دیں۔ ہاں جب وہ پوری طرح سے شکست تسلیم کرلیں تو پھر میدانِ جنگ میں گرفتار ہونے والوں کی جان بخشی کر کے اُنہیں غلام بنایا جاسکتا ہے۔ بعد میں فدیہ لے کر یا بغیر فدیہ کے بھی آزاد کیا جاسکتا ہے۔ اللہ چاہے تو بغیر جنگ

کے کافروں کو عذاب کے ذریعہ ہلاک کرسکتا ہے لیکن وہ مومنوں کو آزمانا چاہتا ہے۔ جو مومن پامردی کے ساتھ کافروں سے جنگ کرتے ہیں اور پھر جامِ شہادت نوش کرتے ہیں، اُن کی یہ قربانی ہرگز رائیگاں نہیں جائے گی۔ اللہ اُنہیں دائمی کامیابی عطا فرمائے گا، اُن کا حال سنوار دے گا اور اُنہیں روزِ قیامت اُس جنت میں داخل فرمائے گا جس کی نعمتوں سے وہ شہادت کے فوراً بعد ہی سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اللہ ہمیں بھی اپنی راہ میں شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ آمین!

آیت ۷

اللہ کی مدد کن کے لیے آتی ہے؟

اِس آیت میں بشارت دی گئی کہ اگر ہم اللہ کی مدد کریں گے تو اللہ بھی ہماری مدد فرمائے گا اور دشمنوں کے مقابلہ میں ہمارے قدم جما دے گا۔ اللہ کی مدد سے مراد ہے اللہ کے دین کی مدد یعنی:

i- اللہ کے دین کے انفرادی احکامات پر عمل کرنا۔

ii- اللہ کے دین کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے مال و جان سے بھرپور کوشش کرنا۔

iii- اللہ کے دین کے اجتماعی احکامات کے نفاذ کے لیے مال و جان سے اجتماعی جدوجہد کرنا۔

ہم نے اپنی اِن دینی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے حوالے سے غفلت کی روش اختیار کی لہٰذا اللہ کی مدد سے محروم ہو گئے اور آج دنیا میں ذلت اور رسوائی سے دوچار ہیں۔ اللہ ہمیں دین کے حوالے سے تمام ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی نصرتِ خاص سے ہماری مدد فرمائے۔ آمین!

آیات ۸ تا ۱۱

کافر برباد ہو کر رہیں گے

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ کافر تباہ و برباد ہو کر رہیں گے اور اُن کی کوئی نیکی بھی اُن کے کام نہ آئے گی۔ اُن کا جرم یہ ہے کہ اُنہوں نے اللہ کے کلام کو ناپسند کیا لہٰذا اللہ نے اُنہیں اُن کے نیک کاموں کے اجر سے محروم کر دیا۔ تاریخِ انسانی گواہ ہے کہ ماضی میں کافر برے انجام سے دوچار ہوئے ہیں۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ مومنوں کو تو ہر وقت اللہ کی مدد اور عنایات کا سہارا ہے جبکہ کافر وہ بدنصیب ہیں جن کا کوئی حامی اور مددگار نہیں۔ اُن کی محرومی و بربادی یقینی ہے۔

آیت ۱۲

کافر دنیا میں کیوں مزے کر رہے ہیں؟

کافر دنیا میں خوب عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں جبکہ سچے مومنوں کو جائز و ناجائز کی پابندیوں کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ کافروں کے لیے آخرت میں کوئی خیر نہیں اور اُنہیں دنیا میں نعمتیں اِس طرح دی جا رہی ہیں جیسے جانور کھاتے پیتے اور مختلف نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اِس کے برعکس مومن حلال و حرام کی تمیز اور احکاماتِ شریعت کی پابندیوں میں محدود ہو کر اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں لیکن اُن کے لیے آخرت میں ایسے باغات ہیں جہاں اُن کی ہر خواہش پوری کی جائے گی۔ اِس حقیقت کو نبی اکرم ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّةُ الْکَافِرِ (مسلم)

''دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے''۔

اللہ ہمیں دنیا کی محدود زندگی میں شریعت کے احکامات کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت کی دائمی اور بہترین نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۳ تا ۱۴

نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی

مشرکینِ مکہ نے نبی اکرم ﷺ کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کر دیا تھا۔ آپ ﷺ کو خانہ کعبہ سے شدید محبت تھی اور بیت اللہ سے دوری کا آپ ﷺ کو دکھ تھا۔ مکہ والوں کے ظلم و ستم پر آپ ﷺ انتہائی رنجیدہ تھے۔ اِن آیات میں اللہ نے آپ ﷺ کو تسلی دی کہ ماضی میں جن قوموں کو ہلاک کیا گیا وہ مکہ والوں سے کہیں زیادہ طاقتور تھیں لیکن نہ وہ خود اپنے دفاع کے لیے کچھ کر سکیں اور نہ ہی کسی اور نے اُن کی مدد کی۔ اللہ کے رسول ﷺ تو اللہ کی طرف سے واضح ہدایت اور حق پر ہیں۔ دوسری طرف مشرکینِ مکہ ہیں جو اپنے برے سے برے عمل کو بڑی کامیابی سمجھ رہے ہیں اور سرکشی میں بھٹکے ہوئے خواہشات کی پیروی کیے چلے جا رہے ہیں۔ اللہ ضرور اپنے حبیب ﷺ کو سرخرو فرمائے گا اور اُن پر ظلم کرنے والے مشرکینِ مکہ کو ذلیل اور رسوا کر دے گا۔

آیت ۱۵

جنت کے مشروبات

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ جنت میں چار مشروبات کی نہریں ہوں گی:

i- ایسے پانی کی نہر جو ہمیشہ تازہ رہے گا اور کبھی بھی اُس کا ذائقہ، بو اور رنگ تبدیل نہیں ہوں گے۔

ii- ایسے دودھ کی نہر جو ہمیشہ تازہ اور خالص رہے گا اور اُس کا ذائقہ کبھی تبدیل نہ ہوگا۔

iii- ایسی شراب کی نہر جس میں پینے والوں کے لیے انوکھی لذت ہوگی۔

iv- ایسے خالص شہد کی نہر جسے مکمل طور پر صاف کرلیا گیا ہو۔

مشروبات کے علاوہ جنت میں ہر طرح کے میوے بھی ہوں گے۔ یہ انعام ہے متقیوں کا۔ اِس کے برعکس کافر جہنم کی آگ میں ہمیشہ جلیں گے اور اُن کا مشروب وہ کھولتا ہوا پانی ہوگا جو اُن کی انتڑیوں کو کاٹ دے گا۔ اللہ ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۶ تا ۱۸

منافقانہ طرزِ عمل

منافقین نبی اکرم ﷺ کے ارشادات سننے کے لیے آپ ﷺ کی مجلس میں آتے اور بظاہر یہ تأثر دیتے کہ وہ بہت توجہ سے آپ ﷺ کی گفتگو سن رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہوتی کہ اُن کا ذہن کسی اور ہی سوچ میں کھویا ہوا ہوتا۔ جب مجلس برخواست ہوتی تو صحابہ کرامؓ سے دریافت کرتے کہ آپ ﷺ نے کیا فرمایا ہے؟ یہ بدنصیب آپ ﷺ کی تعلیمات کی نہیں بلکہ اپنی خواہشات کی پیروی کررہے ہیں لہٰذا بطورِ سزا اللہ نے اُن کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ اِس کے برعکس صحابہ کرامؓ ہیں جو آپ ﷺ کی مجلس میں ہدایت کے حصول کی نیت سے آتے ہیں اور اللہ اُن کی ہدایت میں مزید اضافہ فرمارہا ہے۔ حق واضح ہونے کے باوجود جو شخص خواہشات کی پیروی کررہا ہے آخر وہ کس بات کا انتظار کررہا ہے سوائے اِس کے کہ آخرت آجائے اور نتیجہ سنا دیا جائے۔ آخرت کی آمد زیادہ دور نہیں، اُس کی نشانیاں ظاہر ہونا شروع ہوگئی ہیں۔ اُس کی سب سے بڑی نشانی نبی اکرم ﷺ ہیں جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور قیامت ہی آئے

گی۔ جب قیامت آ گئی تو پھر کسی کا اپنی روش پر نادم ہونا یا توبہ کرنا ہرگز مفید نہ ہوگا۔ اللہ منافقانہ روش سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۹

سچے مومنوں کی خطائیں بخش دی جائیں گی

منافقین کے لیے اللہ کے ہاں بخشش نہیں۔ البتہ اگر سچے مومنین سے خطا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کی بخشش کی صورت پیدا فرما دیں گے۔ اِسی حوالے سے اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ اللہ معبودِ حقیقی ہے۔ وہ بندوں پر رحم کرنے والا ہے۔ آپ ﷺ اُس کی بارگاہ میں بخشش کی دعا کیجیے۔ اپنے اُن معاملات کے لیے جن میں آپ ﷺ کے عظیم مقام کے معیار کے اعتبار سے کمی رہ گئی اور مومن مردوں اور مومن خواتین کی خطاؤں کے حوالے سے بھی۔ اللہ بندوں کی نیتوں، ارادوں اور احوال سے خوب واقف ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اِس وقت ایک بندہ کس مقام پر اور کس حال میں ہے اور اُس کا آخری مقام اور انجام کیا ہے؟

آیات ۲۰ تا ۲۱

منافقین کی بزدلی

مدینہ منورہ آنے کے بعد مسلمانوں کو اللہ کی طرف سے سورۂ حج آیت ۳۹ کی روشنی میں جنگ کی اجازت مل گئی۔ آپ ﷺ نے مشرکینِ مکہ سے جنگ کی تیاری شروع کی تو منافقین مطالبہ کرنے لگے کہ اللہ نے قرآن میں واضح طور پر جنگ کا حکم کیوں نہیں دیا؟ گویا آج کے منکرینِ حدیث کی طرح منافقین کو بھی اللہ کے رسول کے حکم پر اعتماد نہیں تھا بلکہ وہ قرآن سے دلیل دینے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اللہ نے جب سورۃ البقرہ آیت ۲۱۶ میں جنگ کا واضح حکم دے دیا تو اب منافقین کی جان پر بن آئی۔ وہ خوف سے نبی اکرم ﷺ کی طرف اِس طرح دیکھتے تھے جیسے وہ شخص دیکھتا ہے جس پر موت کے وقت نزع کا عالم طاری ہوتا ہے۔ ایسے بزدلوں کے لیے بربادی ہے۔ مطلوب روش تو یہ ہے کہ کسی معاملہ میں خلوص سے مشورہ دیا جائے اور پھر صاحبِ امر جو بھی فیصلہ کرے اُس کی دل و جان سے اطاعت کی جائے۔ اللہ ہمیں منافقت

سے محفوظ فرمائے اور پورے جذبہ کے ساتھ نظم کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۲۲ تا ۲۳

تربیت یافتہ لوگوں کی حکومت سے خیر پھیلتا ہے

منافقین کی خواہش تھی کہ بغیر جنگ اور آزمائش کے دیگر مراحل سے گزرے ہوئے کامیابی حاصل ہوجائے اور اقتدار مل جائے۔اللہ اپنے نبی ﷺ کی غیب سے مدد فرمائے، کافروں کو نیست و نابود کردے اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوجائے۔ اِس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ ایسے لوگوں کو حکومت نہیں دے گا جو آزمائش کی بھٹیوں سے ابھی نہیں گزرے۔اللہ تو حکومت کے ذریعے فساد ختم کرنا چاہتا ہے۔جو لوگ ابھی خود ہی فساد زدہ ہوں وہ کیسے فساد ختم کریں گے۔ اُنہیں حکومت مل گئی تو وہ خواہشات کی تسکین کے لیے قتل و غارت گری کریں گے اور اپنوں کی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ایسا کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔اللہ اُنہیں اندھا اور بہرہ کردیتا ہے اور وہ بڑی سفاکی اور ڈھٹائی سے ظلم کرتے ہیں۔ بلاشبہ عادلانہ حکومت اُنہیں لوگوں کے ذریعہ قائم ہوگی جن میں تربیت کے مختلف مراحل کے ذریعہ خدا خوفی اور تقویٰ پیدا ہوچکا ہو۔اللہ ہمیں جلد بازی سے محفوظ فرمائے اور مسنون طریقے سے ایک عادلانہ حکومت کے قیام کے لیے جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

آیت ۲۴

قرآن پر تدبر سے منافقت ختم ہوجاتی ہے

اِس آیت میں منافقین سے جھنجھوڑنے کے انداز میں پوچھا گیا ہے کہ وہ قرآن پر غور وفکر کیوں نہیں کرتے؟ کیا اُن کے دلوں پر تالے پڑ چکے ہیں؟ بلاشبہ قرآنِ حکیم پر غور وفکر انسان کے دل میں ایمان پیدا کرتا اور اُسے تقویت دیتا ہے۔ جوں جوں دل میں ایمان تقویت پاتا ہے دل سے شک اور منافقت ختم ہوتی جاتی ہے۔ انسان پر یہ حقیقت واضح ہوتی جاتی ہے کہ قرآن **شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ** یعنی سینہ میں موجود بیماریوں کا علاج ہے۔اللہ ہمیں اپنی کتاب سے محبت عطا فرمائے اور اِس کے مضامین پر غور وفکر کی سعادت نصیب فرمائے۔آمین!

آیات ۲۵ تا ۲۶

شیطان دھوکہ دے کر منافق بنا دیتا ہے

یہ آیات آگاہ کررہی ہیں کہ منافقین خلوصِ دل سے مسلمان ہوئے تھے۔ البتہ جب اُن کے سامنے دین کی سربلندی کے لیے مال و جان کی قربانی پیش کرنے کا تقاضا آیا تو دنیا کی محبت غالب آگئی اور وہ پسپائی اختیار کرگئے۔ پھر شیطان نے اُنہیں پسپائی کے لیے جواز سکھا کر اور دین کے لیے قربانیاں پیش کیے بغیر بخشش کی اُمید دلا کر منافقت میں پکا کردیا۔ اب اُن کی منافقت کی یہ انتہا ہے وہ اسلام کے دشمنوں یہود سے ساز باز کرتے ہیں اور اُن سے کہتے ہیں کہ ہم بعض معاملات میں تمہاری بات مانیں گے۔ اسلام کے غلبہ کی تحریک کے خلاف اُن کی سازشوں کا سبب یہ ہے کہ اِس تحریک نے ان کی بزدلی اور دنیا کی محبت والی کمزوری کو ظاہر کرکے اُنہیں رسوا کردیا ہے۔ اللہ اُن کی سازشوں سے خوب آگاہ ہے اور اُنہیں ان کے جرائم کی بھرپور سزا دے گا۔

آیات ۲۷ تا ۲۸

منافقین کی اذیت ناک موت

موت کے فرشتے جب منافقین کی جانیں نکالتے ہیں تو اُن کے چہروں اور پیٹھوں پر زور دار ضربیں لگاتے ہیں۔ اُن بدبختوں نے وہ جرائم کیے جن سے اللہ غضب ناک ہوا۔ اُنہوں نے اللہ کی رضا کے حصول کو پسند نہیں کیا لہٰذا اللہ نے بھی ان کی خلوص سے خالی نیکیوں کو قبول نہیں کیا اور اُنہیں اجر و ثواب سے محروم کردیا۔

آیات ۲۹ تا ۳۱

اللہ آزمائش کے ذریعہ منافقوں کو ظاہر کر دیتا ہے

منافقین سمجھتے تھے کہ وہ اپنی لچھے دار گفتگو سے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے رہیں گے اور اُن کے اندر کی بزدلی اور مال و جان سے محبت ظاہر نہ ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ کھرے اور کھوٹے کو ظاہر کرکے رہے گا۔ اللہ یہ بھی کرسکتا تھا کہ اُن کا نفاق اُن کے چہروں سے ظاہر کردیتا۔ ہاں اُن کی گفتگو کا انداز اِس بات کا عکاس ہے کہ وہ صرف باتوں سے وفاداری ظاہر کرتے ہیں اور مال و

جان کی قربانی دینے سے گریز کرتے ہیں۔البتہ اللہ اُنہیں بار بار آزمائے گا۔دین کی سر بلندی کے لیے مسلسل مال و جان لگانے کے تقاضے آئیں گے اور اِن مواقع پر اُن کا فرار، اُن کی منافقت ظاہر کر دے گا۔اللہ ہمیں منافقت سے پاک فرمائے اور اپنے مال و جان سے دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔آمین!

آیات ۳۲ تا ۳۴

گستاخانِ رسول کی نیکیاں برباد کر دی جائیں گی

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ:

i- جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی دعوت کو جھٹلاتے ہیں، دوسرں کو بھی یہ دعوت قبول کرنے سے روکتے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ سے دشمنی کرتے ہیں، اُن کے تمام نیک اعمال بھی ضائع کر دیے جائیں گے۔

ii- مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں۔اِس اطاعت سے گریز بھی عملی اعتبار سے اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی توہین ہے اور اِس کی سزا بھی یہی ہے کہ تمام نیکیاں برباد کر دی جائیں۔

iii- جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کی دعوت کو جھٹلاتے رہے، دوسروں کو بھی حق کی دعوت قبول کرنے سے روکتے رہے اور توبہ کیے بغیر مر گئے تو ایسے لوگوں کی ہرگز بخشش نہیں ہو گی۔

آیت ۳۵

ہمت نہ ہارو، ڈٹ جاؤ

اِس آیت میں اہلِ ایمان کے لیے بشارت اور ہمت افزائی کا مضمون ہے۔اللہ اہلِ ایمان کو خوشخبری دے رہا ہے کہ وہ اُن کے ساتھ ہے۔اُنہیں نہ دشمن سے مرعوب ہونا چاہیے اور نہ ہی کسی مفاہمت اور صلح کی کوشش کرنی چاہیے۔حق اور باطل کے درمیان صلح اور مفاہمت ہو ہی نہیں سکتی ؎

باطل دوئی پسند ہے، حق لاشریک ہے
شرکت میانۂ حق و باطل نہ کر قبول

(البتہ جب تک باطل کو مٹانے کے لیے درکار قوت دستیاب نہ ہو تو وقتی طور پر مجبوراً صلح کی جا سکتی ہے

جیسے صلح حدیبیہ جس کا ذکر اگلی سورۂ مبارکہ میں آ رہا ہے)۔

آیات ۳۶ تا ۳۷

دنیا کی کی زندگی ایک کھیل ہے یہاں جی نہ لگاؤ

دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشہ ہے۔ یہاں کی کامیابی بھی عارضی ہے اور ناکامی بھی وقتی۔ اصل زندگی آخرت کی ہے۔ لہٰذا اِس دنیا میں آخرت کی تیاری کے لیے ہر ممکن قربانی دینا ہی عقل مندی اور دور اندیشی ہے۔ جو لوگ ایسا کریں گے اللہ اُنہیں بھرپور بدلہ عطا فرمائے گا۔ یہ اللہ کا احسان ہے کہ اُسی نے ہمیں مال دیا ہے لیکن وہ ہم سے ہمارے سارے مال کی قربانی کا تقاضا نہیں کر رہا۔ اگر وہ ایسا کرتا تو ہماری مال کے حوالے سے کمزوری اور حرص ظاہر ہو جاتی اور ہم رسوا ہو جاتے۔ وہ تو تقاضا کر رہا ہے کہ ہم ممکن حد تک اپنا مال اللہ کی راہ میں پیش کر کے اِسے آخرت میں اپنے لیے توشہ بنا لیں۔ اللہ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۳۸

دین کے لیے قربانی دو، ورنہ یہ اعزاز کسی اور قوم کو دے دیا جائے گا

اِس آیت میں ہمارے لیے ہلا دینے والا مضمون ہے۔ اللہ ہمیں دعوت دے رہا ہے کہ ہم اُس کے دین کی سربلندی کے لیے مال و جان کے ساتھ بھرپور جدوجہد کریں۔ البتہ اللہ کا دین ہماری قربانیوں کا محتاج نہیں بلکہ ہم اُس کے در کے فقیر ہیں۔ اگر ہم نے بخل اور بزدلی کا مظاہرہ کیا تو اللہ اپنے دین کی خدمت کے اعزاز سے ہمیں محروم کر دے گا اور یہ سعادت کسی ایسی قوم کو دے گا جو ہماری طرح دنیا دار نہیں ہوگی۔ مسلمانوں کی تاریخ میں اِس کی مثال موجود ہے۔ جب عرب اللہ کے دین کی خدمت کو پسِ پشت ڈال کر عیش و عشرت میں کھو گئے تو اللہ نے اُنہیں تاتاریوں کے ہاتھوں تباہ و برباد کرا دیا۔ پھر اللہ نے تاتاریوں کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور اُن کے ایک قبیلے ترکانِ عثمانی سے خلافت کے نظام کو قائم کرا دیا۔

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

سورۂ فتح

فتحِ مبین یعنی صلح حدیبیہ کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں صلح حدیبیہ کو فتحِ مبین قرار دیا گیا اور اِس کا پس منظر، تفاصیل اور فوائد ونتائج بیان کیے گئے۔

- آیات ۱تا۷ صلح حدیبیہ کی برکات
- آیات ۸تا۱۰ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی عظمت
- آیات ۱۱تا۱۷ منافقین کی مذمت
- آیات ۱۸تا۲۸ مومنوں کی تحسین

آیات ۱ تا ۳

صلح حدیبیہ کھلی فتح ہے

سن ۶ ھ میں مسلمان عمرہ کے ارادے سے مکہ کی طرف گئے تھے۔ مشرکین نے اُنہیں عمرہ نہیں کرنے دیا، البتہ ایک صلح کی پیشکش کی۔ صلح کی شرائط یک طرفہ اور مسلمانوں کے خلاف تھیں۔ اِس کے باوجود اللہ کے رسول ﷺ نے اِس صلح پر آمادگی ظاہر فرمادی۔ مسلمان اِس صلح پر رنجیدہ تھے۔ وہ شکستہ دلی کے ساتھ واپس لوٹ رہے تھے۔ اللہ نے اِن آیات کے ذریعہ بشارت دی کہ یہ صلح مسلمانوں کے لیے کھلی فتح ہے۔ باوجود اِس کے کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھی اِس صلح کے لیے تیار نہ تھے اور مشرکین بھی ہٹ دھرمی پر اترے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اللہ کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے یہ صلح کی۔ اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کی فرمانبرداری کا یہ عمل قبول فرمایا اور اُن کی اگلی پچھلی لغزشوں سے درگزر کر دیا۔ اب اُن کی جدوجہد سیدھی آخری فتح کی طرف جائے گی اور اللہ کی مدد ہر اعتبار سے اُن کے ساتھ ہوگی۔ صلح حدیبیہ کو فتح مبین یعنی کھلی فتح اِس لیے کہا گیا کہ اِس صلح سے مسلمانوں کو جو فوائد حاصل ہوئے وہ حسبِ ذیل ہیں:

i- قریش کا صلح کرنا دراصل مسلمانوں کی قوت کا اعتراف اور اِس حقیقت کو تسلیم کرنا تھا کہ اب قریش اِس قوت کو کچلنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ انہوں نے عرب میں اسلامی ریاست کا وجود

باقاعدہ تسلیم کرلیا اور تمام عرب قبائل کے لیے یہ دروازہ بھی کھول دیا کہ اِن دونوں سیاسی طاقتوں میں سے جس کے ساتھ چاہیں حلیفانہ معاہدے کرلیں۔

ii- مسلمانوں کے لیے آئندہ سال بیت اللہ کی زیارت کا حق تسلیم کر کے قریش نے یہ بھی مان لیا کہ اسلام عرب کے مسلّمہ ادیان میں سے ایک ہے اور دوسرے عربوں کی طرح اِس کے پیروکار بھی حج و عمرہ کے مناسک ادا کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

iii- اِس صلح کی وجہ سے مسلمانوں اور مشرکینِ مکہ کے درمیان ہر طرح کے میل جول کے راستے کھل گئے۔ مسلمانوں نے قریش کو اِسلام کے روحانی، ذہنی، علمی، اخلاقی اور مادّی فیوض کا حال بتایا۔ اِس کے نتیجہ میں مکہ کے اہم لوگ اِسلام کی طرف مائل ہونے لگے۔ اِنہی لوگوں میں سے جب حضرت خالدؓ بن ولید، حضرت عثمانؓ بن طلحہ اور حضرت عمروؓ بن العاص ایمان لائے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو ہمارے حوالے کردیا ہے‘‘۔

iv- مسلمانوں کو دعوت وتبلیغ کے لیے وسیع مواقع میسر آگئے۔ جزیرہ نمائے عرب کے طول وعرض میں تبلیغی سرگرمیاں اپنے پورے نقطۂ عروج کو پہنچ گئیں۔ یہی وجہ ہے کہ دو سال کے دوران مسلمانوں کی تعداد چودہ سو سے بڑھ کر دس ہزار ہوگئی۔

v- بڑے دشمن سے صلح کے بعد مسلمانوں نے چھوٹے دشمنوں پر بھرپور وار کیا۔ غطفان کی قوت کو منتشر کردیا گیا اور سن ۷ ہجری میں یہودیوں کو شرمناک شکست دے کر خیبر کے علاقے کو فتح کرلیا گیا۔

vi- صلح حدیبیہ کی یہ دفعہ مسلمانوں کے لیے بڑی تکلیف دہ تھی کہ اگر قریش کا کوئی آدمی بھاگ کر مدینہ آئے گا تو مسلمان اُسے واپس کردیں گے لیکن جو شخص مدینہ سے بھاگ کر مکہ جائے گا، اُسے واپس نہیں کیا جائے گا۔ حالات کچھ ایسے ہوئے کہ قریش کو خود صلح کی اِس دفعہ کو ختم کرنے کی درخواست کرنی پڑی۔ حضرت ابوبصیرؓ نام کے ایک صحابیؓ جنہیں مکہ میں اذیتیں دی جارہی تھیں، بھاگ کر مدینہ آگئے۔ قریش نے اُن کی واپسی کے لیے دو آدمی مدینہ بھیجے۔ آپ ﷺ نے ابوبصیرؓ کو اُن کے حوالے کردیا۔ راستہ میں ابوبصیرؓ نے ایک شخص کی تلوار قبضہ میں لے کر اُس کو ماردیا اور دوسرا بھاگ گیا۔ ابوبصیرؓ مدینہ سے باہر اب ساحلِ سمندر پر آکر رہنے لگے۔ کچھ روز بعد ابوجندلؓ بن سہیل بھی بھاگ کر ابوبصیرؓ سے آملے۔ اب قریش کا جو آدمی بھی اِسلام لا کر بھاگتا وہ ابوبصیرؓ سے آملتا۔ یہاں تک کہ اِن کی ایک جماعت تیار ہوگئی۔ اِس کے بعد اِن لوگوں کو ملک

شام آنے جانے والے قریش کے کسی بھی تجارتی قافلے کا پتا چلتا تو وہ قافلے والوں کا مال لوٹ لیتے۔قریش نے تنگ آکر نبی اکرم ﷺ کو اللہ اور قرابت کا واسطہ دیتے ہوئے یہ پیغام دیا کہ آپ اِن لوگوں کو اپنے پاس بلالیں اور صلح کی مذکورہ بالا دفعہ کو کالعدم سمجھیں۔

آیات ۴ تا ۵

صحابہ کرامؓ پر اللہ کے انعامات

صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرامؓ نے جس نظم وضبط اور تحمل کا مظاہرہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انتہائی لائقِ تحسین تھا۔اللہ نے بشارت دی کہ صحابہؓ کو تحمل و برداشت کی یہ سعادت اللہ کی توفیق سے ملی۔اب جب وہ اِس صلح کے ثمرات دیکھیں گے تو اُن کے ایمان میں مزید اضافہ ہوگا۔ اللہ کے ایسے لشکر ہیں جو آئندہ معرکوں میں اُن کی مدد کریں گے اور اُنہیں دنیا میں عظیم الشان فتوحات نصیب ہوں گی۔آخرت میں اللہ اُن کی تمام خطاؤں کو معاف فرمادے گا اور اُنہیں جنت کی لازوال زندگی میں بے مثال نعمتوں سے نوازے گا۔بلاشبہ جنت کا حصول ہی اصل اور شاندار کامیابی ہے۔اللہ ہمیں بھی یہ کامیابی عطا فرمائے۔آمین!

آیات ۶ تا ۷

منافقین اور مشرکین پر اللہ کی لعنت

منافقین نے عمرہ کے سفر میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ جانے سے انکار کردیا تھا۔وہ سمجھتے تھے کہ مسلمان نہتے مکہ کی طرف جارہے ہیں اور اب ضرور مشرکین اِن کا خاتمہ کردیں گے۔ مشرکینِ مکہ نے مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روک دیا اور بار بار مشتعل کرنے کی کوشش کی تاکہ مسلمان ردِّعمل میں اقدام کریں اور پھر مشرکین کو مسلمانوں کے خلاف کارروائی کا جواز مل جائے۔اللہ نے اِن دونوں بدبخت گروہوں کی امیدوں کو خاک میں ملادیا۔مسلمانوں کو صبرو تحمل اور نظم وضبط کے بے مثال مظاہرہ کی توفیق دی۔البتہ منافقین اور مشرکین پر اللہ کی طرف سے دنیا میں بھی لعنت اور پھٹکار برسے گی اور آخرت میں وہ جہنم کے شدید عذاب سے دوچار ہوں گے۔مسلمانوں کے علاوہ بھی اللہ کے ایسے لشکر ہیں جو دنیا میں اور آخرت میں منافقین اور مشرکین پر عذاب کے کوڑے برسائیں گے۔

آیات ۸ تا ۹

اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی عظمت

اللہ نے انسانوں پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ اُن کے لیے حضرت محمد ﷺ جیسی بے مثال ہستی کو رسول بنا کر بھیجا۔ اُنھوں نے اپنے قول و فعل سے لوگوں تک اللہ کا دین پہنچانے کا حق ادا کر دیا۔ بھرپور انداز سے نیک کاموں کی ترغیب اور اُن پر اعلیٰ اجر کی بشارت دی۔ برے کاموں سے روکا اور اُن پر شدید عذاب کے خطرہ سے خبردار کیا۔ لوگوں کو چاہیے کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے احسانات کا اعتراف کرتے ہوئے اُن پر ایمان لائیں، نبی اکرم ﷺ کا ادب واحترام کرتے ہوئے خدمتِ دین کے مشن میں اُن کا ساتھ دیں اور صبح و شام اللہ کی تسبیح اور حمد کریں۔ اللہ ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۰

بیعتِ رضوان کی تحسین

صلح حدیبیہ سے قبل نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو سردارانِ قریش سے گفت و شنید کے لیے مکہ بھیجا تھا۔ اِس دوران افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو اِس کی اطلاع دی اور دعوت دی کہ وہ عہد کریں کہ خونِ عثمانؓ کا بدلہ لیں گے یا پھر اپنی جان قربان کر دیں گے۔ صحابہ کرامؓ نے دیوانہ وار اِس دعوت پر لبیک کہی اور نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت علی الموت کی۔ اِس بیعت کو ’’بیعتِ رضوان‘‘ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اللہ نے صحابہ کرامؓ کے اِس جذبہ کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بیعت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ اللہ کے ہاتھ پر بھی کی گئی ہے۔ جو بھی بیعت میں کیے گئے عہد کو نبھائے گا یعنی حق کی خاطر جان قربان کرنے کے لیے میدان میں آئے گا، اُسے بھرپور اجر سے نوازا جائے گا۔ البتہ اگر کسی نے بیعت کے مطابق عہد کی پاسداری نہ کی تو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔

آیات ۱۱ تا ۱۲

اللہ کی راہ میں نکلنے سے گریز کا کوئی جواز نہیں

اللہ کے رسول ﷺ نے جب عمرے کے لیے روانہ ہونے کا فیصلہ کیا تو تمام مسلمانوں کو نکلنے کی

ترغیب دی۔ منافقین کو اندیشہ تھا کہ اگر ہم بغیر ہتھیاروں کے مکہ کی طرف جائیں گے تو مشرکین ہمارا خاتمہ کر دیں گے۔ لہٰذا اُنہوں نے اپنی جان بچانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہیں دیا اور گھر بیٹھے رہے۔ جب آپ ﷺ صلح حدیبیہ کے بعد واپس آئے تو آ کر جھوٹے بہانے پیش کیے کہ ہمیں گھر کی بعض مصروفیات اور کاروبار کی چند مشکلات نے گھیر لیا اور ہم آپ ﷺ کے ساتھ جانے سے قاصر رہے۔ اللہ نے اُن کے جھوٹ کا پردہ چاک کر دیا اور فرمایا کہ کیا اُن کی گھر پر موجودگی اُن کے کام بنا سکتی ہے یا اُنہیں کسی نقصان سے بچا سکتی ہے؟ نفع اور نقصان تو کل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن کا برا گمان تھا کہ اب اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ ؓ کبھی بھی واپس نہ آ سکیں گے۔ قریش نہتے مسلمانوں کو تر نوالہ سمجھ کر بالکل ہی مٹا دیں گے۔ بلاشبہ ایسے برے گمان کرنے والے بدبخت ہیں اور وہی تباہی سے دوچار ہوں گے۔

آیات ۱۳ تا ۱۴

رسول ﷺ کا ساتھ نہ دینے والا مومن نہیں ہے

جن منافقین نے عمرہ کے سفر میں رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر اُن کا ساتھ نہیں دیا اُنہوں نے ثابت کیا کہ وہ دل سے اللہ کے رسول ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے۔ اللہ کے رسول ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی دراصل عملی اعتبار سے کفر ہے اور ایسا کرنے والوں کے لیے دہکتی ہوئی آگ کا عذاب ہے۔ البتہ اصل اختیار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہے گا معاف فرما دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ بلاشبہ اللہ بہت درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

آیت ۱۵

فتح خیبر کی بشارت اور منافقین کی محرومی

اِس آیت میں بشارت دی گئی کہ عنقریب مسلمان ایک ایسے معرکہ کی طرف جائیں گے جس میں اُن کی فتح یقینی ہے اور اُس میں اُنہیں کثرت سے مال غنیمت حاصل ہوگا۔ یہ دراصل فتحِ خیبر کی طرف اشارہ ہے۔ اُس موقع پر منافقین بھی ساتھ نکلنے کی اجازت چاہیں گے۔ اُنہیں بتا دیا جائے کہ جو لوگ عمرہ کے سفر پر ساتھ نہیں گئے تھے وہ خیبر کے معرکہ کے لیے بھی نہیں جا سکیں گے۔ منافقین اِس پر ناراض ہوں گے اور کہیں گے لوگ ہم سے حسد کرتے ہیں اور نہیں چاہتے کہ

ہم بھی غنیمت کا مال حاصل کریں۔ یہ اُن کے دل کی جلن ہے جس کا وہ اظہار کریں گے اُنہیں بتا دیا جائے کہ اللہ کا فیصلہ حتمی ہے اور وہ فتحِ خیبر میں شرکت کے ثمرات سے محروم کر دیے گئے ہیں۔

آیات ۱۶ تا ۱۷

منافقین کے لیے ایک اور آزمائش آنے والی ہے

اِن آیات میں منافقین کو پیغام دیا گیا کہ عنقریب تمہارے لیے آزمائش کا ایک اور موقع آنے والا ہے۔ مشرکینِ مکہ صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی کر کے اُسے توڑ دیں گے۔ پھر مسلمان اُن کی طرف پیش قدمی کریں گے۔ وہ شدید جنگجو لوگ ہیں۔ اُن سے جنگ ہو گی یا وہ ہتھیار ڈال دیں گے۔ اگر تم نے اُس موقع پر اللہ کے رسول ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا تو تمہارے سابقہ جرائم معاف کر دیے جائیں گے اور تمہیں بہت عمدہ اجر سے نوازا جائے گا۔ اِس کے برعکس اگر تم نے سابقہ روش کی طرح بزدلی دکھائی تو پھر تمہیں بدترین عذاب دیا جائے گا۔ البتہ جو لوگ معذور یا بیمار ہیں، اُن پر کوئی الزام نہیں۔ اصل معاملہ تو اُن لوگوں کا ہے جو صحیح و سالم اور تندرست ہیں۔ وہ جیسا طرزِ عمل اختیار کریں گے ویسا ہی بدلہ پائیں گے۔

آیات ۱۸ تا ۲۱

بیعتِ رضوان کرنے والوں کے لیے بشارتیں

اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اُن سعادت مندوں کو اپنی رضا کی بشارت دی جنھوں نے حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت علی الموت کی۔ اللہ کے علم میں ہے کہ اُس کی راہ میں جان دینے کا کیسا جذبہ اُن جواں مردوں کے دلوں میں موجزن تھا ؎

جو حق کی خاطر جیتے ہیں، مرنے سے کہیں ڈرتے ہیں جگر
جب وقتِ شہادت آتا ہے، دل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں

باوجود اِس کے کہ صلح حدیبیہ یک طرفہ تھی، اللہ نے اِن بندوں پر ایسی تسکین نازل فرمائی کہ اُنھوں نے مثالی صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ اب اللہ اُنہیں انعام کے طور پر ایک قریبی فتح یعنی فتحِ خیبر دے گا۔ بڑی مقدار میں مالِ غنیمت سے وہ فیض یاب ہوں گے۔ اب اُن کی جدوجہد میں کامیابیاں ہی کامیابیاں ہیں۔ اُن کی جدوجہد رہتی دنیا تک اہلِ ایمان کے لیے ایک

قابلِ تقلید نمونہ بن جائے گی۔ اِس جدوجہد کی انتہا فتح مکہ ہوگی جب اللہ کا گھر بتوں کی گندگی سے پاک کردیا جائے گا اور اللہ کے رسول ﷺ اعلان فرمادیں گے کہ:

جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا(بنی اسرائیل: ۸۱)

''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل ہے ہی مٹنے کے لیے''۔

آیات ۲۲ تا ۲۴

اگر مشرکین جنگ کرتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتے

اِن آیات میں آگاہ کیا گیا کہ اگر مشرکین صلح کے بجائے جنگ کرتے تو زبردست شکست سے دوچار ہوتے۔ اللہ کی مدد اہلِ ایمان کے ساتھ ہے اور جس کی مدد اللہ کرے اُسے کون مغلوب کرسکتا ہے۔ ماضی میں بھی حق کے دشمن اِسی طرح ذلیل اور رسوا ہوئے ہیں۔ اللہ نے ایک خاص حکمت کی وجہ سے جنگ کی صورت پیدا نہ ہونے دی ورنہ جنگ میں مسلمانوں کی فتح یقینی تھی۔ جنگ کو روکنے کی خاص حکمت کا بیان اگلی آیت میں ہے۔

آیت ۲۵

اللہ نے جنگ کے بجائے صلح کی صورت کیوں پیدا فرمائی؟

مشرکینِ مکہ نے حق کا انکار کیا، اہلِ ایمان کو بیت اللہ کی زیارت اور عمرہ ادا کرنے سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو حدودِ حرم میں لے جا کر ذبح کرنے کے حوالے سے رکاوٹیں پیدا کیں۔ اِن جرائم کی سزا تو یہ تھی کہ اُن کے خلاف جنگ ہوتی اور اُنہیں ہلاک کردیا جاتا۔ البتہ اللہ نے جنگ کی صورت اِس لیے پیدا نہیں ہونے دی کہ مکہ میں کئی ایسے اہلِ ایمان مرد اور خواتین تھے جو سردارانِ قریش کے ظلم کے خوف سے ایمان کا اظہار نہیں کررہے تھے۔ اگر جنگ ہوتی تو وہ بھی مارے جاتے اور اُن کی ہلاکت کا گناہ مسلمانوں پر پڑ جاتا۔ مسلمان اللہ کی رحمت سے محروم ہوجاتے۔ اللہ نے مسلمانوں پر اپنی رحمت جاری رکھنے کے لیے جنگ کی صورت نہیں پیدا ہونے دی۔ ہاں اگر کوئی صورت ہوتی کہ اہلِ مکہ میں موجود مومنین علیحدہ ہوجاتے تو پھر اللہ مشرکین کو مسلمانوں کے ذریعہ بدترین سزا دیتا۔

آیت ۲۶
صحابہ کرامؓ کی مدح و تحسین

صلح حدیبیہ کے موقع پر کفارِ مکہ نے شدید ہٹ دھرمی اور جہالت کا مظاہرہ کیا۔ صلح کی یکطرفہ شرائط پر زور دیا۔ حضرت ابو جندلؓ بیڑیوں میں جکڑے ہوئے حدیبیہ آ گئے تا کہ مسلمان اُنہیں قید سے رہائی دلائیں لیکن کفار اُن کو رہا کرنے پر تیار نہ ہوئے۔ صلح کے متن میں مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ لکھنے پر اعتراض کیا۔ ایسے میں اللہ نے صحابہ کرامؓ پر وہ تسکین نازل کی کہ اُنہوں نے کمالِ صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔ اُن کا پورا طرزِ عمل تقویٰ کی بہترین مثال تھا۔ یہ طرزِ عمل اُنہیں اللہ ہی کی توفیق سے ملا۔ اللہ نے اُنہیں اِس کا اہل سمجھا اور عطا کیا۔ اللہ ہمیں صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۷
نبی ﷺ کا خواب سچ ثابت ہوگا

نبی اکرم ﷺ نے سن ۶ ھ میں خواب دیکھا تھا کہ وہ عمرہ کر رہے ہیں۔ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے، لہٰذا اِسی وجہ سے آپ ﷺ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے۔ جب عمرہ نہ ہو سکا اور آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو منافقین کو اعتراض کا موقعہ مل گیا۔ اُنہوں نے کہا کہ آپ ﷺ کا خواب سچ ثابت نہیں ہوا۔ اِس آیت میں اللہ نے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ نبی ﷺ کا خواب ضرور سچ ثابت ہوگا۔ صلح حدیبیہ میں طے شدہ شرط کے مطابق اگلے سال آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ عمرہ کی سعادت حاصل کریں گے۔ پھر اُس سے اگلے سال ایک عظیم کامیابی حاصل ہوگی اور نبی اکرم ﷺ بحیثیت فاتح مکہ میں داخل ہوں گے۔ اللہ کی بیان کردہ یہ دونوں خبریں سچ ثابت ہوئیں اور اعتراض کرنے والوں کو رسوا ہونا پڑا۔

آیت ۲۸
نبی ﷺ کا مقصد صلح نہیں غلبۂ دین ہے

اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو قرآنِ حکیم جیسی کامل ہدایت اور اسلام جیسا برحق دین دے کر اِس

لیے بھیجا ہے کہ دنیا میں اِس ہدایت کو جاری وساری کریں اور دین کو غالب و نافذ کریں۔ آپ ﷺ کا مقصد صلح یا جنگ نہیں بلکہ عادلانہ نظام کا قیام ہے۔ صلح تو مجبوری کے تحت کی گئی ہے کیوں کہ ابھی باطل کو نیست و نابود کرنے کے لیے درکار قوت فراہم نہیں ہوئی۔ اگر قریش نے صلح توڑی اور اُس وقت مناسب قوت فراہم ہوگئی تو پھر باطل کے خلاف فیصلہ کن اقدام کر کے حق کو غالب کیا جائے گا۔ بلاشبہ دینِ حق کا غلبہ ہی ایک انسان کے لیے اعلیٰ ترین مقصد اور مشن ہوسکتا ہے۔ اللہ ہمیں نبی اکرم ﷺ کی اتباع کرتے ہوئے اپنے دین کی سربلندی و سرفرازی کے لیے تن من دھن لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اِسی لیے مسلماں میں اِسی لیے نمازی

آیت ۲۹

اللہ کے محبوب بندوں کے اوصاف

اِس آیت میں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی عظمت و تحسین کرتے ہوئے اُن کے حسبِ ذیل اوصاف بیان کیے گئے ہیں:

- i- وہ دین کے دشمنوں کے معاملہ میں انتہائی سخت ہیں خواہ وہ اُن کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔
- ii- وہ دین کی خدمت کرنے والوں سے شدید محبت کرنے والے اور اُن کے لیے ہر طرح کا ایثار و قربانی پیش کرنے کے لیے بے چین ہوتے ہیں۔
- iii- اللہ سے اُن کے تعلق کا یہ عالم ہے کہ اُس کی رضا اور فضل کے ہر وقت طلب گار ہوتے ہیں۔ کثرتِ سجود سے روحانیت کا ایک نور اُن کے چہروں پر جگمگاتا رہتا ہے۔
- iv- اللہ نے اُن کے اعلیٰ کردار کی مثالیں تورات اور انجیل میں پہلے ہی سے بیان کر دی ہیں۔

آیت کے آخر میں صحابہ کرامؓ کی بڑھتی ہوئی تعداد اور اُن کے ترقی کرتے ہوئے اخلاق و اوصاف کو ایک ایسی کھیتی سے تشبیہ دی گئی جو زمین سے برآمد ہوئی۔ اللہ نے رفتہ رفتہ اُسے تقویت دی اور وہ اپنے بل بوتے پر کھڑی ہوگئی۔ کھیتی لگانے والے کو اُس کا پھلنا پھولنا خوش کرتا

ہے لیکن حسد کرنے والوں کی جلن اور بڑھتی ہے۔صحابہ کرامؓ کی یہ صالح جماعت اللہ کے رسول ﷺ کی محنت اور تربیت کا ثمر ہے۔

پھلا پھولا رہے یارب چمن میری اُمیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

اللہ کے رسول ﷺ اپنی محنت کے ثمرات دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں اور کافر صحابہ کرامؓ کے اِس سرسبز و شاداب گلستان کو دیکھ کر حسد کی آگ میں بری طرح سے جل رہے ہیں۔وہ جلتے رہیں اللہ تو اپنے حبیب ﷺ کے اِن مخلص ساتھیوں کو نوازتا رہے گا اور روزِ قیامت اپنی بخشش اور اجرِ عظیم کے انعامات سے سرفراز فرمائے گا۔

سورۂ حجرات

اسلامی ریاست کے احکامات

اِس سورۂ مبارکہ میں اسلامی ریاست کے حوالے سے رہنما اصول اور اُس کے اندرونی استحکام کے لیے اہم ہدایات بیان کی گئی ہیں۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۵ — اسلامی ریاست کی دستوری بنیادیں
- آیت ۶ — ملتِ اسلامیہ کی شیرازہ بندی
- آیات ۷ تا ۸ — اسلامی ریاست کی دستوری بنیادیں
- آیات ۹ تا ۱۲ — ملتِ اسلامیہ کی شیرازہ بندی
- آیت ۱۳ — عالمی اسلامی ریاست کے لیے وحدت کی بنیاد
- آیات ۱۴ تا ۱۸ — اسلامی ریاست میں شہریت کی بنیاد

آیت ۱

کوئی قانون سازی قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہوگی

اِس آیت میں ہدایت دی گئی کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے احکامات سے تجاوز نہ کرو۔اِس ہدایت کی روشنی میں اسلامی ریاست میں دستور کی پہلی اور اہم ترین بنیاد یہ ہے کہ حاکمیت اللہ کی

ہےاور اُس کی اطاعت ہر صورت میں لازم ہے۔ البتہ اُس کی اطاعت کا ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ہمیں شریعت کے دو ماخذ، قرآن وسنت عطا ہوئے۔ اِن حقائق کو ملحوظ رکھتے ہوئے دستور میں طے کیا جائے گا کہ ریاست میں کوئی قانون سازی قرآن و سنت کے خلاف نہ ہوگی۔ آیت میں مزید تاکید کی گئی کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ ہی اطاعت کی روح ہے۔ تقویٰ نہ ہو تو انسان احکاماتِ شریعت کو حیلہ سازی کے ذریعہ کھیل بنا لیتا ہے۔

آیات ۲ تا ۵

دستورِ اسلامی کی جذباتی وثقافتی بنیاد ...... نبی اکرم ﷺ کا ادب واحترام

ہر ریاست کو اپنی وحدت وشیرازہ بندی کے لیے ایک قومی رہنما (National hero) کی ضرورت ہوتی ہے۔ اُس کی محبت کو فروغ دیا جاتا ہے اور اُس کے فرامین کو سند سمجھا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست میں اِس مقصد کے لیے کسی مصنوعی رہنما کی ضرورت نہیں۔ ہمارے لیے قیامت تک اُسوہ اور لائقِ اتباع ذات جنابِ نبی کریم ﷺ کی ہے۔ اُن کے فرامین کی اطاعت اور اُن کی سنت کی پیروی عالمگیر سطح پر ایک وحدت کی بنیاد ہے۔ اُن کے احترام وادب کا تقاضا ہے کہ جب دلیل کے طور پر اُن کا ارشاد پیش کیا جائے تو فوراً خاموش ہو جائیں اور اپنی رائے کو آپ ﷺ کے ارشاد پر فوقیت نہ دیں۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو اُس کی تمام نیکیاں ضائع کر دی جائیں گی۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جو بدنصیب آپ ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں اُن کا کیا انجام ہوگا!

آیت ۶

بغیر تحقیق کے فیصلہ نہ کرو

اِس آیت میں افواہ سازی کا سدِ باب کیا گیا ہے۔ اگر کوئی خبر کسی فاسق کی طرف سے پہنچے تو بغیر تحقیق کے کوئی گمان یا فیصلہ نہ کیا جائے۔ ممکن ہے وہ اطلاع غلط ہو اور ہمیں اپنے کیے پر ندامت وپشیمانی سے دوچار ہونا پڑے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِباً اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (مسلم)

''ایک شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اُسے (بلا تحقیق) آگے بیان کر دے''۔

اسلامی ریاست میں قانون سازی کا ایک اہم ماخذ حدیثِ نبوی ﷺ ہے۔ حدیث بھی ایک اہم خبر ہے جو محدثین تک پہنچی۔ اِسی لیے محدثین نے اِس کی صداقت معلوم کرنے کے لیے تحقیق کا حق ادا کیا۔ ہر اُس شخص کے بارے میں مکمل چھان بین کی جس کا نام کسی بھی حدیث کی سند میں راوی کے طور پر آیا۔ صرف صحابہ کرامؓ کو اِس سے مستثنیٰ رکھا کیوں کہ اُن کے عدول اور سچا ہونے پر پوری امت کا اجماع ہے۔

آیات ۷ تا ۸

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہ کی تو مشکل میں پڑ جاؤ گے

اِن آیات میں رُوئے سخن اُن صحابہؓ وصحابیاتؓ کی طرف ہے جن کا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ قرابت داری کا تعلق تھا۔ اِن سے فرمایا گیا کہ اگر چہ نبی اکرم ﷺ تم میں سے کسی کے داماد، کسی کے بھتیجے، کسی کے خسر، کسی کے شوہر اور کسی کے والد بھی ہیں لیکن اُن سے تمہاری اصل نسبت رسول اور امتی کی ہے۔ اُن ﷺ کی رہنمائی براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ ہر معاملہ میں پہلے اُن کی مرضی ومنشاء کو دیکھو اور پھر اگر وہ اجازت دیں تو اپنی رائے پیش کرو۔ کسی بھی صورت میں اپنی رائے کو اُن کی رائے پر فوقیت دے کر اپنی بات منوانے کی کوشش نہ کرو ورنہ تمہیں لازماً نقصان کا سامنا ہوگا۔ آیت ۷ کے دوسرے حصے میں صحابہ کرامؓ کو صاحبِ ایمان، صاحبِ کردار اور صاحبِ ہدایت ہونے کی سند عطا کی گئی ہے۔ فرمایا گیا کہ صحابہ کرامؓ کا باطن اِس قدر پاکیزہ اور نورِ ایمان سے اِس طرح جگمگا رہا ہے کہ اُنہیں کفر، نافرمانی اور گناہوں کے تصور سے بھی نفرت ہے۔ ایسے ہی مخلص ساتھیوں کی رفاقت اور جانثاری کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کی انقلابی جدوجہد کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ بلاشبہ ایمان کی محبت اور کفر و نافرمانی سے نفرت اللہ کا وہ فضل ہے جو اللہ اپنے علم وحکمت کی بنیاد پر جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اللہ یہ فضل ہمیں بھی عطا فرمائے :

اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَ کَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ! آمین

آیات ۹ تا ۱۰

دو مسلمان گروہ باہم لڑ پڑیں تو فوراً صلح کراؤ

اگر اہلِ ایمان کے دو گروہ باہم لڑ پڑیں تو دیگر مسلمانوں کو چاہیے کہ:

i- اِس صورتِ حال پر انتہائی دکھ اور کرب محسوس کریں اور اِسے ملتِ اِسلامیہ کے اتحاد میں ایک رخنہ تصور کریں۔ لہٰذا لاتعلق ہو کر بیٹھنے کے بجائے متحارب گروہوں میں صلح کروانے کی کوشش کریں۔

ii- اگر کوئی فریق صلح پر آمادہ نہ ہو یا صلح کے لیے ناجائز شرائط پیش کرے یا صلح کی خلاف ورزی کرے، تو اِسے سماجی دباؤ کے ذریعہ عادلانہ صلح پر آمادہ کیا جائے۔ سماجی دباؤ میں اِس کی ہٹ دھرمی کی علی الاعلان مذمت، اِس کا بائیکاٹ اور انتہائی درجہ میں اِس کے خلاف جنگ کرنا بھی شامل ہے۔

iii- جب دونوں فریق صلح پر آمادہ ہو جائیں تو اِن کے درمیان صلح کرا دی جائے۔ صلح کے مبنی بر عدل ہونے کا خاص خیال رکھا جائے اور خاص طور پر اُس فریق پر زیادتی نہ کی جائے جسے زبردستی صلح پر آمادہ کیا گیا ہے۔

آیت ۱۰ میں فرمایا گیا کہ تمام اہلِ ایمان بھائی بھائی ہیں۔ کوئی سلیم الفطرت آدمی پسند نہیں کرتا کہ دو بھائیوں کے درمیان اختلافات رہیں۔ لہٰذا صلح کی بھرپور کوشش کی جائے۔ اگر ہم بھائیوں کے درمیان تنازعات ختم کروا کر اُن پر مہربانی کریں گے تو اللہ بھی ہمیں اپنے رحم و کرم سے نوازے گا۔

آیات ۱۱ تا ۱۲

وہ مجلسی برائیاں جو دلوں کو پھاڑ دیتی ہیں

اِن آیات میں اُن مجلسی برائیوں سے روکا گیا ہے جن کی وجہ سے دو افراد یا گروہوں میں محبت و الفت کمزور پڑ جاتی ہے، نفرت و عداوت کا آغاز ہوتا ہے اور بعض اوقات دشمنی ایسی شدت اختیار کرتی ہے کہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔ ایسی مجلسی برائیاں چھ ہیں:

i- کسی کا مذاق اڑانا۔ مذاق اڑانے والا کسی کے ظاہر کو دیکھ کر ایسا کرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ انسان کے باطن پر ہوتی ہے۔ ترمذی شریف میں نبی اکرم ﷺ کا اِرشاد ہے کہ:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُاِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِن یَّنْظُرُاِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ اَعْمَالِکُمْ

’’بے شک اللہ نہ تمہاری صورتیں دیکھتا ہے نہ مال، البتہ وہ تمہارے دل دیکھتا ہے اور اعمال‘‘۔ ممکن ہے کہ جس کا مذاق اڑایا جارہا ہے وہ اپنی کسی نیکی کی وجہ سے اللہ کو مذاق اڑانے والے سے زیادہ محبوب ہو یا اگر آج برا ہے تو کل کوئی ایسا عمل کرے کہ اللہ کی نگاہ میں افضل قرار پائے۔

عام طور پر قرآنِ حکیم میں مخاطَب مرد ہوتے ہیں لیکن دیے جانے والے احکامات کا اطلاق خواتین پر بھی ہوتا ہے۔ اِن آیات میں خواتین کو علیحدہ سے مذاق اڑانے سے روکا گیا کیوں کہ یہ برائی خواتین میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔ خواتین کا دائرہ کار گھر تک محدود ہوتا ہے اور اِس چھوٹی دنیا میں سطحی باتوں پر توجہ زیادہ ہوتی ہے، لہٰذا اِن باتوں پر تنقید کا معاملہ بھی بڑھ جاتا ہے۔

ii- کسی کو طعنہ دے کر یا اُس پر الزام لگا کر اُسے شرمندہ کرنا۔ یہاں فرمایا گیا کہ اپنوں کو طعنہ نہ دو یعنی تمام مسلمان آپس میں بھائی اور ایک ملتِ واحدہ ہیں لہٰذا کسی مسلمان کو طعنہ دینا درحقیت اپنی ہی ملت کو داغدار کرنا ہے۔

iii- کسی شخص یا گروہ کا ایسا نام رکھنا جو اُسے ناگوار محسوس ہوتا ہو۔ یہ انتہائی بزدلانہ اور گھٹیا حرکت ہے اور ایمان کے دعویدار انسان کو ہرگز زیب نہیں دیتی۔ ایمان تو وہ جذبۂ محرکہ ہے جو انسان کی سوچ اور کردار کو اعلیٰ صفات کا حامل بننے کی طرف گامزن کرتا ہے۔

iv- سوئے ظن یعنی برا گمان کرنا۔ انسان کی رائے محض گمان پر نہیں بلکہ ٹھوس حقائق کی بنیاد پر ہونی چاہیے۔ کسی شخص کے ساتھ معاملہ کا آغاز حسن ظن سے کرنا چاہیے۔ سوئے ظن بعض اوقات بہت سی غلط فہمیوں کا سبب بن جاتا ہے اور انسان سے افسوسناک اقدامات کروادیتا ہے۔

v- تجسّس کرنا یعنی کسی کی ٹوہ میں لگنا۔ عام طور پر کسی کے ساتھ حسد، بغض، دشمنی یا دنیوی معاملات میں مسابقت کی وجہ سے، اُس کے نجی و ذاتی معاملات کو جاننے کی کوشش کی جاتی ہے تا کہ اُس کو بدنام کیا جائے یا نقصان پہنچایا جائے۔ اِس برائی سے مسلمانوں کو

روکا گیا کیوں کہ یہ آپس میں شدید نفرتوں کا باعث بنتی ہے۔ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

يَا مَعْشَرَ مَنْ اٰمَنَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ قَلْبَهٗ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ يَّتَّبِعْ عَوْرَاتِهِمْ يَتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ يَّتَّبِعِ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ فِيْ بَيْتِهٖ (مسند احمد)

’’اے وہ لوگو! جو زبان سے اقرار کرتے ہو ایمان لانے کا لیکن جن کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور نہ اُن کے پوشیدہ حالات کی کھوج لگایا کرو۔ جو شخص مسلمانوں کے عیوب ڈھونڈنے کے درپے ہو جائے گا اللہ اُس کے درپے ہو جائے گا اور اللہ جس کے درپے ہو جائے اُسے اُس کے گھر میں رُسوا کر کے چھوڑتا ہے‘‘۔

vi- غیبت کرنا یعنی کسی کی غیر موجودگی میں اُس کی برائی کرنا۔اگر یہ برائی فی الواقع اُس شخص میں موجود ہے تو اِس کا بیان کرنا غیبت ہے ورنہ بہتان ہے۔ایک چونکا دینے والی تمثیل کے ذریعہ واضح کیا گیا کہ غیبت کا گناہ اتنا ہی برا ہے جیسے ایک مردہ بھائی کا گوشت نوچ نوچ کر کھانا جو اپنے دفاع پر قادر نہیں ہے۔

آیت ۱۳

عالمگیر مساواتِ انسانی کی بنیاد: وحدتِ خالق اور والدین

اِس آیت میں فرمایا گیا کہ تمام انسان ایک خالق کی مخلوق اور ایک مرد اور عورت کی اولاد ہونے کے ناطے بالکل برابر ہیں۔کوئی بھی انسان حقیر نہیں۔وہ سب ایک عالمگیر برادری کا حصہ ہیں۔گویا یہ آیت پوری نوعِ انسانی کے درمیان وحدت کی اَساس فراہم کرتی ہے۔انسان نے اجتماعیت کے میدان میں ارتقاء کرتے کرتے قبائلی نظام، پھر شہری حکومت اور آخر کار ریاست کے تصور تک رسائی حاصل کر لی ہے۔اب انسان شدت سے محسوس کر رہا ہے کہ اگر ایک عالمی ریاست قائم نہ ہوئی تو قوموں کے درمیان تصادم اور اُس میں مہلک ہتھیاروں کے اِستعمال کی وجہ سے انسان ایک ہولناک تباہی سے دوچار ہو کر رہے گا۔ذرائع ابلاغ کی ترقی نے آج پوری دنیا کو قریب کر کے فاصلوں کو بے معنی کر دیا ہے اور اِس طرح ایک عالمی ریاست کے قیام کی راہ ہموار کر دی ہے۔لیکن دلوں میں ایسے فاصلے ہیں جو اِس سلسلہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔یہ فاصلے

مختلف اقوام کے درمیان رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر نفرتوں کی صورت میں ہیں۔ یہ آیت اِس رکاوٹ کو دور کرتی ہے۔ آیت کے دوسرے حصے میں کہا گیا کہ انسانوں کی مختلف گروہوں اور قبائل میں تقسیم محض تعارف یعنی پہچاننے کی سہولت کے لیے ہے۔ اللہ کے نزدیک صاحبِ عزت وہ ہے جو متقی ہے۔ تقویٰ کا تعلق ظاہر سے نہیں بلکہ باطن سے ہے۔ لہٰذا اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کس کے دل میں تقوای ہے اور کتنا ہے؟ اِسی کے اعتبار سے آخرت میں انسان کا مرتبہ و مقام طے ہوگا۔ انسانوں میں ایک دوسرے پر برتری (The urge to dominate) کے حصول کا جذبہ فطری طور پر موجود ہے۔ اگر معاشرے میں برتری کی بنیاد نسب، دولت یا اقتدار نہ ہو بلکہ اخلاق و تقوای ہو تو انسانوں کے مابین مسابقت مثبت اور مفید (Productive) خطوط پر پروان چڑھتی ہے اور ایک صالح معاشرہ وجود میں آتا ہے۔

آیت ۱۴

اسلام اور ایمان کا فرق

یہ قرآنِ حکیم کی واحد آیت ہے جہاں اِسلام اور ایمان کی اصطلاحات مقابل کے طور پر لائی گئی ہیں۔ چند نو مسلموں کے ایمان کے دعوے کی نفی کی گئی لیکن اُن کے اِسلام کا اثبات کیا گیا۔ یہاں زبانی اقرار کو اِسلام اور قلبی یقین کو ایمان کہا گیا ہے۔ اِسلام عام ہے اور ہر مسلمان اِس سے بہرور ہے لیکن ایمان خاص ہے اور یہ نعمت کسی کسی کو حاصل ہے۔ جن لوگوں کو یہ نعمت حاصل ہے اِن کی کیفیت اگلی آیت میں بیان کی گئی ہے۔ البتہ اِس آیت میں اللہ کی شانِ غفاری و رحیمی کا اظہار ہے کہ اگر بغیر قلبی ایمان کے بھی اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت کی جائے تو پورا پورا بدلہ ملے گا۔ اِس کی وجہ یہ بھی ہے کہ اِستقامت کے ساتھ عمل کرنے سے دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے۔ سورۃ کے موضوع کے اعتبار سے اِس آیت سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اِسلامی ریاست میں شہریت کی بنیاد اِسلام پر ہے۔ ایمان ایک باطنی حقیقت ہے جسے دنیا میں جانچا یا ناپا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا اِسلامی ریاست میں شہری حقوق زبانی اقرار یعنی اِسلام کی بنیاد پر حاصل ہو سکیں گے۔ اِسلامی معاشرہ ایک نظریاتی معاشرہ ہے جس کی بنیاد رنگ، نسل یا زبان پر نہیں بلکہ صرف اور صرف اِسلام پر ہے۔

آیت ۱۵

حقیقت میں مومن کون ہیں؟

اِس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ حقیقی مومن تو صرف وہ ہیں جو:

i- باطن میں ایسا یقینِ قلبی رکھتے ہیں کہ جس کی وجہ سے اُن کی سوچ شکوک وشبہات سے پاک ہے اور وہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے لیے یکسو ہو چکے ہیں۔

ii- ظاہر میں مال اور جان سے اللہ کے دین کے غلبے کے لیے جہاد کر رہے ہیں۔

اگر ہم اوپر بیان کردہ دونوں صفات رکھتے ہیں تو گویا ایمانِ حقیقی کی دولت رکھتے ہیں جس کی بنیاد پر آخرت میں کامیابی کا فیصلہ ہوگا۔ ورنہ ہم صرف قانونی مسلمان ہیں اور آخرت میں ہمیں ناکامی کے اندیشہ سے ڈرنا چاہیے۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

اللہ پر احسان نہ جتلاؤ بلکہ اُس کا احسان مانو

اِن آیات میں اُن نومسلموں سے خطاب ہے جنہوں نے نبی کریم ﷺ پر اپنے قبولِ اِسلام کا احسان جتلایا تھا۔ فرمایا گیا کہ کسی انسان کا مسلمان ہو جانا، اللہ یا نبی کریم ﷺ پر کوئی احسان نہیں بلکہ یہ تو اللہ کا اُس انسان پر احسان ہے کہ اُس نے اُسے اِسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

منت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

''بادشاہ کی خدمت کا تمہیں اگر کوئی موقع ملا ہے تو یہ نہ سمجھو کہ اُس پر تمہارا کوئی احسان ہے بلکہ بادشاہ کا احسان مانو کہ اس نے تمہیں اپنی خدمت کا موقع دیا ہے''۔

پھر اللہ نے تو اِسلام سے آگے بڑھ کر ایمان کی طرف رہنمائی کی ہے۔ آخر میں فرمایا گیا کہ اللہ بذاتِ خود جانتا ہے کہ کون اخلاصِ نیت سے اِسلام لایا ہے اور کس کا دل ایمانِ حقیقی سے منور ہے۔

سورۂ قٓ

اللہ کی صفاتِ قدرت وعلم اور آخرت کے باہمی تعلق کا بیان

اِس سورۂ مبارکہ میں اللہ کی صفاتِ قدرت اور علم کا انتہائی مؤثر بیان ہے اور آخرت میں دوبارہ جی اٹھنے اور جوابدہی کو اِنہیں صفات کا ظہور قرار دیا گیا ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۵ اللہ تعالیٰ کی صفتِ قدرت کے مظاہر
- آیات ۱۶ تا ۱۸ اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم
- آیات ۱۹ تا ۴۵ احوالِ آخرت

آیات ۱ تا ۵

کافروں کے دو اعتراضات

اِن آیات میں کفار کے دو اعتراضات بیان کیے گئے ہیں اور اُن کے جوابات دیے گئے:

i- حضرت محمد ﷺ انسان ہیں اور وہ رسول کیسے ہو سکتے ہیں؟ جواب دیا گیا کہ قرآنِ مجید یعنی انتہائی عظمت والے قرآن کا آپ ﷺ کی زبان سے بیان اِس حقیقت کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

ii- کیسے ممکن ہے کہ جب ہم قبر میں گل کر مٹی ہو جائیں تو ہمیں دوبارہ زندہ کیا جائے؟ جواب دیا گیا کہ اللہ کے پاس تو اُن کے جسم کے ایک ایک ذرہ کا حساب محفوظ ہے جو زمین میں جذب ہو کر مٹی بنتا ہے۔ اللہ نے قرآن میں واضح دلیل دی ہے کہ پہلی بار بنانے والا دوبارہ بھی زندہ کر سکتا ہے۔ اُنہوں نے اِس حق کو جھٹلا دیا ہے اور اب وہ الجھی ہوئی باتیں کر رہے ہیں۔ اُن میں سے کچھ کہتے ہیں دوبارہ زندہ ہونا ممکن نہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ دوبارہ زندہ ہوں گے اور ہمارے معبود اپنی سفارش کے ذریعہ ہمیں بچا لیں گے۔ کچھ کا تصور ہے کہ اگر ہمیں یہاں مال واسباب دیا گیا ہے تو وہاں بھی نعمتیں مل جائیں گی۔ یہ تمام من گھڑت تصورات ہیں۔ حق وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔

آیات ۶ تا ۱۳

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مظاہر

اِن آیات میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی بے مثال قدرت کے حسبِ ذیل مظاہر بیان کیے گئے ہیں:

i- اللہ نے وسیع وعریض آسمان بنایا، اُسے سورج، چاند اور ستاروں سے سجایا اور اُس میں کہیں کوئی رخنہ نظر نہیں آتا۔

ii- اللہ نے انتہائی کشادہ زمین بنائی، اُس پر بھاری بھاری پہاڑ نصب فرمائے اور اُس میں طرح طرح کی نباتات اگائیں جو بندوں کے لیے خالق کی معرفت حاصل کرنے کی واضح نشانیاں ہیں۔

iii- اللہ نے آسمان سے بارش برسائی اور اُس کے ذریعہ سے باغات اگائے جو قائم رہتے ہیں لیکن ان کا پھل اتار لیا جاتا ہے اور کھیت پیدا کیے جو جڑ سے اکھاڑ لیے جاتے ہیں۔

iv- اللہ نے انسانوں کے رزق کے لیے کئی نعمتیں پیدا فرمائیں جن میں خاص طور پر کھجوروں کے خوشے ہیں جن پر تہہ بہ تہہ کھجوریں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔

v- اللہ تعالیٰ نے بارش کے ذریعہ مردہ زمین کو زندہ کیا۔ اِسی طرح وہ مردہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔

آیات ۱۴ تا ۱۵

تاریخ سے عبرت

ماضی میں قومِ نوحؑ، کنوئیں والی قوم، قومِ ثمود، قومِ عاد، فرعون، قومِ لوطؑ، جنگل والی قوم اور تبع کی قوم نے آخرت کے حوالے سے رسولوںؑ کی دی ہوئی خبروں کو جھٹلایا۔ رسولوںؑ نے اُن تک بات پہنچانے کا حق ادا کر دیا لیکن وہ اپنے انکار سے باز نہ آئے۔ آخرکار اللہ نے اُنہیں تباہ و برباد کر دیا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس اللہ نے تمام انسانوں کو پہلی بار بنایا ہے کیا وہ تھک چکا ہے کہ دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا؟ نہیں بلکہ ہر دور میں جھٹلانے والے ہی شکوک وشبہات کا شکار رہے اور پھر ہلاکت سے دوچار ہوئے۔

آیات ۱۶ تا ۱۸

اللہ کی صفتِ علم

اللہ نے انسان کو بنایا۔ اُسے معلوم ہے کہ انسان کا کون سا عضو کیا فعل انجام دے رہا ہے؟ انسان کے نفس میں پیدا ہونے والا ہر وسوسہ بھی اللہ کے علم میں ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ اللہ نے دو فرشتے ہر انسان پر مقرر کر دیے ہیں جو اُس کا ہر عمل لکھ رہے ہیں۔ انسان زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالتا مگر اُسے لکھ لیا جاتا ہے۔ اللہ ہمارے حساب کتاب کو آسان فرمائے اور ہمیں روزِ قیامت کی رسوائی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۹

موت کی سختی

انسان موت سے ڈرتا ہے اور اُس کے ذکر سے بھی گریز کرتا ہے لیکن وہ ایک اٹل حقیقت ہے۔ موت اپنے مقررہ وقت اور جگہ پر آ کر رہتی ہے۔ بلاشبہ اُس کی سختی بڑی اذیت ناک ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے وصال سے ذرا پہلے فرمایا:

اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ (بخاری)

''بے شک موت کی سختیاں ہوتی ہیں''۔

اللہ ہم پر موت کی سختی آسان فرمائے اور اِس حال میں موت عطا فرمائے کہ وہ ہم سے راضی ہو۔ آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۲

میدانِ حشر میں حاضری

جب صور میں پھونک ماری جائے گی تو تمام مردہ انسان زندہ ہو جائیں گے۔ ہر انسان کو میدانِ حشر میں اِس طرح لایا جائے گا کہ اُس کے ساتھ وہ دونوں فرشتے ہوں گے جنہوں نے دنیا میں اُس کے اعمال کا اندراج کیا تھا۔ ایک فرشتہ انسان کو ہانک کر میدانِ حشر کی طرف لائے گا اور دوسرے کے پاس اُس کے اعمال کا ریکارڈ ہوگا۔ اللہ انسان سے فرمائے گا کہ تم اِس روز کی تیاری سے غافل تھے۔ آج ہم نے تمہاری آنکھوں کی بصارت تیز کر دی ہے اور ہر شے سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ اب تمہیں آخرت کی وہ تفاصیل خوب دکھائی دے رہی ہیں جن کی انبیاءؑ نے خبر دی تھی۔

آیات ۲۳ تا ۲۹

انسان کے ساتھی شیطان کا انجام

ایک حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان لگا ہوا ہے۔ میدانِ حشر میں وہ شیطان انسان کے سامنے ظاہر ہو جائے گا اور اللہ سے کہے گا کہ مجھے جس پر مسلط کیا گیا تھا وہ حاضر ہے۔ اللہ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ایسے تمام انسانوں اور جنات کو جہنم میں ڈال دو جو حق کے دشمن اور انکار کرنے والے تھے، بھلائی کے کاموں سے روکتے تھے، حد سے گزرنے والے تھے، انبیاءؑ کی تعلیمات میں شک کرتے تھے اور جنہوں نے اللہ کے ساتھ دیگر معبود تراش لیے تھے۔ ایسے بدبختوں کو شدید عذاب میں جھونک دو۔ شیطان کہے گا کہ میں نے اس انسان کو سرکش نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی گمراہ تھا۔ اللہ فرمائے گا کہ یہاں تمہیں جھگڑنے کی اجازت نہیں۔ میں نے تمہیں جرائم کی سزا سے پہلے آگاہ کر دیا تھا۔ میرا دستور بدلتا نہیں۔ اب تم بھی اور گمراہی میں پڑنے والا ہر انسان بھی دردناک عذاب سے دوچار ہو کر رہے گا۔

آیت ۳۰

جہنم کا پیٹ نہیں بھرے گا

انسانوں اور جنات کی اکثریت اپنی غفلت اور بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں جائے گی۔ اِس کے باوجود جب اللہ جہنم سے پوچھے گا کہ کیا تم بھر گئی تو وہ کہے گی کہ نہیں مجھے مزید لوگ چاہئیں۔ اللہ ہم سب کو اِس ہولناک عذاب کی جگہ سے محفوظ رکھے۔ آمین!

آیات ۳۱ تا ۳۵

جنت میں کون لوگ جائیں گے

اِن آیات میں بشارت دی گئی کہ جنت اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے والے پرہیزگاروں کے لیے ہے اور اِسے روزِ قیامت اُن کے لیے سجایا جائے گا۔ یہ وہ لوگ تھے جو اپنے سیرت و کردار کو پاکیزہ رکھنے کے لیے برائیوں سے بچتے تھے اور بار بار اللہ سے رجوع کر کے گناہوں کی معافی مانگتے تھے۔ یہ غیب میں رہتے ہوئے اللہ سے ڈرتے تھے اور اُن کے دلوں پر ہر

وقت رقت طاری رہتی تھی۔ روزِ قیامت اِن سعادت مندوں سے کہا جائے گا کہ اب ہمیشہ کے لیے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ جنت میں اُنہیں ہر وہ شے ملے گی جو طلب کریں گے۔ اللہ اِس کے علاوہ اپنے خاص فیض سے بھی اُنہیں نعمتیں عطا فرمائے گا۔ سب سے بڑی نعمت اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے رُخِ انور کا دیدار ہوگا۔ اللہ ہم سب کو یہ نعمتیں نصیب فرمائے۔ آمین!

آیت ۳۶

تاریخ سے عبرت حاصل کرو

ماضی میں کئی قومیں ایسی گزری ہیں جو آج کی سرکش قوموں کے مقابلہ میں زیادہ طاقتور تھیں۔ جب اُنہوں نے سرکشی کی انتہا کردی تو اللہ نے اُنہیں شدید عذاب سے ہلاک کر دیا۔ جب اُن پر عذاب آیا تو وہ پناہ کی تلاش میں دوڑنے لگے لیکن کوئی پناہ گاہ اُنہیں اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکی۔

آیت ۳۷

حق کی معرفت حاصل کرنے کے دو ذریعے

اللہ تعالیٰ بندوں تک حق پہنچا دیتا ہے۔ البتہ حق کی معرفت سے دو طرح کے لوگ فیض یاب ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن کے دل برے اعمال، تعصّبات اور تکبر کی آلودگیوں سے پاک ہوتے ہیں۔ ایسے سلیم القلب لوگ فوراً حق کو قبول کرتے ہیں جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قبول کیا۔ بعض لوگوں کے دلوں پر کچھ پردے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر توجہ سے حق کا پیغام بار بار سنتے ہیں تو دل کے پردے ہٹ جاتے ہیں اور اُن کے دل بھی معرفتِ حق کے نور سے منور ہو جاتے ہیں۔ اِس کی مثال حضرت عمرؓ ہیں جنہوں نے وحی کے نزول کے چھ سال بعد بالآخر حق قبول کیا اور پھر حق کی سربلندی کے لیے بے مثال قربانیاں دیں۔ اللہ ہم سب کے دلوں کو بھی حق کی معرفت سے سرشار فرمائے۔ آمین!

آیات ۳۸ تا ۴۰

اللہ ہر کمزوری سے پاک ہے

یہود نے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے حوالے سے یہ جھوٹ گھڑا کہ اُس نے چھ دن میں آسمان اور زمین

بنائے اور تھک گیا۔ پھر ساتویں دن اُس نے آرام کیا۔ اللہ نے اِن آیات میں یہود کے اِس جھوٹ کی نفی فرمادی۔ کفار کی اِس طرح کی باتیں نبی اکرم ﷺ کو ناگوار گزرتی تھیں۔ آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ آپ صبر کریں اور دل کو سکون اور راحت دینے کے لیے صبح و شام اللہ کی تسبیح اور حمد کریں۔ رات کی گھڑیوں میں اللہ کا ذکر کریں اور نمازوں کے بعد بھی ذکر کی لذت سے چاشنی حاصل کریں۔ اللہ ہمیں بھی ہر وقت اپنے ذکر کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۴۱ تا ۴۴

احوالِ قیامت

روزِ قیامت ایسے محسوس ہوگا کہ بہت قریب سے صور میں پھونک ماری گئی ہے۔ تمام مُردے اِس صور کی آواز سنیں گے اور قبروں سے باہر نکل آئیں گے۔ جس اللہ نے دنیا میں زندہ رکھا، پھر موت دی، اب اُسی کی طرف لوٹنا ہوگا۔ زمین تمام مُردوں کے اوپر سے پھٹ جائے گی اور وہ سب نکل کر میدانِ حشر میں جمع ہو جائیں گے۔

آیت ۴۵

اے نبی ﷺ قرآن کے ذریعے یاددہانی کراتے رہیے

اِس آیت میں اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ مخالفین کے جن اعتراضات اور طنز کے تیروں سے آپ ﷺ غمگین ہو رہے ہیں وہ اللہ کے علم میں ہے۔ آپ ﷺ اُنہیں زبردستی ہدایت پر نہیں لا سکتے۔ البتہ آپ ﷺ مسلسل قرآنِ حکیم کے ذریعے اُنہیں حق اور حقائق کی یاددہانی کراتے رہیے۔ آپ ﷺ کی ذمہ داری صرف حق پہنچا دینا ہے۔ اللہ ہر داعیٔ دین کو اپنی کتاب کی مسلسل تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سورۂ ذاریات

تذکیر بالقرآن کا شاہکار

اِس سورۂ مبارکہ میں تاریخی واقعات، آیاتِ آفاقی و انفسی اور احوالِ قیامت کا ذکر مختصر لیکن بڑے مؤثر پیرائے میں وارد ہوا ہے اور تذکیر بالقرآن کے اعتبار سے یہ سورۃ اپنی مثال آپ ہے۔

☆ آیات کا تجزیہ:

- آیات ۱ تا ۱۹ احوالِ آخرت
- آیات ۲۰ تا ۲۳ آیات آفاقی و انفسی پر غور کی دعوت
- آیات ۲۴ تا ۴۶ تاریخ سے عبرت
- آیات ۴۷ تا ۵۱ آخرت کے بارے میں ایک دلیل
- آیات ۵۲ تا ۶۰ مشرکینِ مکہ کے ساتھ کشمکش

آیات ۱ تا ۶

قیامت ضرور آئے گی

بارش کی آمد سے قبل تیز ہوائیں چلتی ہیں جو گرد و غبار اڑاتی ہیں۔ پھر وہ بھاری بادلوں کو لاتی ہیں۔ بادلوں کے آنے کے بعد وہ نرمی سے چلتی ہیں تاکہ بادل کسی مقام پر رک کر برس جائیں۔ ہواؤں کے ذریعہ ہی یہ تقسیم ہوتی ہے کہ بادلوں نے کہاں سے گزر جانا ہے اور کہاں برسنا ہے۔ بادلوں کے برسنے سے مُردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ بالکل اِسی طرح اللہ کا وعدہ برحق ہے اور اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کرے گا۔ اِس کے بعد لازماً اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اللہ ہمیں ہر حق کی تصدیق کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷ تا ۱۴

قیامت کا انکار کرنے والوں کا برا انجام

اِن آیات میں اللہ نے اُس آسمان کو گواہ بنایا ہے جس میں فرشتوں کی آمد و رفت کے لیے راستے ہیں۔ فرشتے اللہ کے احکامات لے کر نازل ہوتے ہیں اور انسانوں کے اعمال کی خبریں لے کر اوپر جاتے ہیں۔ اِس آسمان کو گواہ بنا کر اللہ نے فرمایا کہ لوگ بلاوجہ قیامت کے حوالے سے اختلاف کر رہے ہیں۔ مثلاً:

i- کسی کا خیال ہے کہ قیامت کا آنا ناممکن ہے۔

ii- کسی کا تصور ہے کہ قیامت آئے گی لیکن ہمارے معبودوں کی شفاعت ہمیں جہنم سے

بچا لے گی۔

iii- کوئی کہتا ہے کہ اللہ بڑا غفور ورحیم ہے وہ سب کو بخش دے گا۔

iv- کسی کی خام خیالی ہے جس اللہ نے یہاں نعمتیں دی ہیں وہ آخرت میں بھی دے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ آخرت کے حوالے سے جھوٹ بولنے والے روزِ قیامت مارے جائیں گے۔ آج وہ طنزیہ انداز سے پوچھتے ہیں کہ قیامت کب آئے گی؟ اُن کے سوال کا جواب یہ ہے کہ قیامت اُس روز آئے گی جب اُنہیں آگ پر بھونا جائے گا۔ اللہ فرمائے گا اب اپنی سرکشی کا مزہ چکھو۔ یہ ہے عذاب جس کے بارے میں تمہیں بہت جلدی تھی۔

آیات ۱۵ تا ۱۹

پرہیز گاروں کے لیے حسین انعامات

اللہ کی نافرمانیوں سے پرہیز کرنے والے باغات اور چشموں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں گے۔ وہ اللہ کی طرف سے عطا کیے جانے والے انعامات مسلسل وصول کرتے رہیں گے۔ یہ صلہ ہے اُن کے اُس عمل کا کہ وہ انتہائی نیکوکار تھے۔ رات کو کم سوتے تھے اور سحر کے اوقات میں اللہ سے بخشش مانگتے تھے۔ بندوں کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے اور اپنے اموال سے محتاجوں اور بے کسوں کی مستقل مدد کرتے تھے۔ اللہ ہمیں بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۰ تا ۲۳

آیاتِ انفسی وارضی قیامت کے لیے دلیل ہیں

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں انسان کو آیاتِ ارضی اور آیاتِ انفسی پر غور کرنے کی دعوت دی ہے۔ زمین کا بارش کے ذریعے بار بار زندہ ہونا اور زمین پر موجود غذائی اور دیگر استعمال کی اشیاء کا ختم ہونے کے بعد بار بار پھر پیدا ہونا اِس بات کی دلیل ہے کہ اللہ انسانوں کو بھی دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔ ہمارے اپنے وجود میں ضمیر کا نیکی پر سرور دینا اور برائی پر خلش پیدا کرنا، اِس بات پر شاہد ہے کہ اعمال کا نتیجہ نکل کر رہے گا۔ جس آسمان سے بارش برستی ہے اور پھر بار بار

انسان کا رزق پیدا ہوتا ہے، اُسی آسمان سے اچانک قیامت کا فیصلہ بھی آجائے گا۔ اللہ ہم سب کو اِس کا یقین عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۲۴ تا ۳۰

حضرت ابرہیمؑ کے لیے بشارت

اللہ نے فرشتوں کو خوبصورت لڑکوں کی صورت میں حضرت ابرہیمؑ کے پاس بھیجا۔ اُنہوں نے مہمانوں کا اکرام کیا اور اُن کی تواضع کے لیے فوری طور پر ایک بھنا ہوا بچھڑا اُن کے سامنے پیش کیا۔ مہمان فرشتے تھے لہٰذا اُنہوں نے بچھڑے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔ حضرت ابراہیمؑ ڈر گئے کہ کہیں یہ دشمن تو نہیں جو قبائلی روایات کے مطابق میرا نمک کھانے سے گریز کر رہے ہیں۔ فرشتوں نے وضاحت کی ہم انسان نہیں فرشتے ہیں اور آپؑ کو حضرت اسحاقؑ کی ولادت کی بشارت دینے آئے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ حضرت سارہ سلامُ علیہا نے حیرت سے کہا کہ میرے شوہر بوڑھے ہیں اور میں بانجھ، ہمارے ہاں بیٹا کیسے پیدا ہوگا؟ فرشتوں نے جواب دیا اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ ہر تخلیق کا علم رکھتا ہے اور بڑی ہی حکمتوں والا ہے۔

حقیقی مسلمان کون ہے؟

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ (بخاری)

"حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور حقیقی مہاجر وہ ہے جو چھوڑ دے اُس عمل کو جس سے اللہ نے روکا ہے"۔

مفلس کون؟

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِیَامٍ وَزَکَاةٍ وَیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَکَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِیْ النَّارِ

(مسلم، ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا، ہم میں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ روپیہ ہو اور نہ سامان و متاع ہو، آپ ﷺ نے فرمایا، میری امت میں (روزِ قیامت) مفلس وہ شخص ہوگا جو قیامت کے روز نماز، روزہ اور زکوٰۃ (ہر قسم کی عبادت لے کر آئے گا) اور ساتھ ہی کسی کو گالی دی ہوگی، اور کسی کو تہمت لگائی ہوگی، اور کسی کا مال کھایا ہوگا، اور کسی کا ناحق خون بہایا ہوگا، اور کسی کو مارا ہوگا (یہ سب گناہ لے کر آئے گا) تو اس مظلوم کو اس کی نیکیاں دیدی جائیں گی، اور دوسرے کو بھی اس کی نیکیاں عطا کی جائیں گی پھر جب نیکیاں ختم ہو جائیں گی ان کے حقوق کی ادائیگی سے پہلے جو اس پر واجب ہیں، تو ان کی خطائیں اور برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی، اور پھر اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔